آداب معاشرت

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

تدوین: اسلامی تحقیقاتی مرکز

ترجمہ: معارف اسلام پبلشرز

نشر: نور مطاف

سنہ اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ_ق

چاپ: دوم

تعداد: ۲۰۰۰

Web: www.maaref-foundation.com

E-mail: info@maaref-foundation.com

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں_

بسم الله الرحمن الرحيم

و صلی الله علی سیدنا و مولی نا ابی القاسم

محمد و علی اهل بیته الطاهرین و لعنة الله

علی اعدائهم اجمعین

قال امیر المؤمنین علیه السلام : من اصلح ما بینه و بین الله اصلح الله ما بینه و بین الناس و من اصلح امر آخرته اصلح الله له دنیاه

پیش لفظ:

موجودہ دور میں بشر کے انفرادی اور اجتماعی روابط بظاہر بہت حسین، خوب صورت و پر لطف دکھائي دیتے ہیں اور بظاہر ایسا لگتا ہے کہ معاشرے میں زندگی کے صحیح اصول اور آداب و رسوم موجود ہیں لیکن کبھی کبھی یہ روابط حسرت کا باعث اور انسانوں کو اس مدینہ فاضلہ کی یاد دلاتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ آج کا انسان مادی وسائل اور اجتماعی آسائشے و رفاہ کے اعتبار سے توقع سے زیادہ اپنی آرزؤں اور امیدوں کو پا چکا ہے اور ان تک رسائي حاصل کر چکا ہے لیکن اس جذاب اور پر فریب ظاہر کو چھوڑ کر اگر اس کی حقیقی اور باطنی زندگی کی طرف چند قدم آگے بڑھ کر دیکھیں تو ایک عظیم اور ہولناک حالت کا مشاہدہ کریں گے جو بدترین قسم کے انفرادی اور اجتماعی روابط کی عکاس ہے۔

یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ معنوی تلخی اور پستی و زبوں حالی کا اصل سبب انسان کی مادی کامیابیاں نہیں بلکہ اس غم انگیز اور افسوس ناک صورت حال اور انسانوں کے اجتماعی آداب و رسومات کے آلودہ اور مریض ہونے کی علت ان کا آسمانی و آفاقی اعلی اسلامی اقدار سے دوری اختیار کرنا ہے۔

یہ کتاب جو دوسری بار طبع کی جارہی ہے، ان بعض معاشرتی آداب کی بیانگر ہے جنہیں اسلام کی نگاہ میں اجتماعی امنیت کے فراہم کرنے اور ایک اچھی اور دلپذیر زندگی کو حاصل کرنے کیلئے اپنانا ضروری ہے۔

مؤسسہ معارف اسلامی خداوند متعال کا شکر گزار ہے کہ اس نے یہ توفیق عنایت فرمائی کہ اپنی اصل ذمہ داری یعنی اسلامی معارف اور ثقافت کی نشر و اشاعت، کو پورا کرتے ہوئے اس کتاب کو نظر ثانی کے ساتھ دوسری مرتبہ طبع کررہے ہیں۔

آخر میں ہم خداوند متعال سے دعا کرتے ہیں کہ مرکز تحقیقات اسلامی کے محترم محققین۔ جنہوں نے اس مفید اثر کی تدوین میں زحمت فرمائي اور ان محترم مترجمین کہ جنہوں نے ترجمہ اور تصحیح میں زحمت فرمائي۔ کو اجر وافر عنایت فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے امام زمانہ(عج) کے انصار و اعوان میں سے قرار دے۔

معارف اسلام پبلشرز
۱۵ شعبان المعظم ١٤٢٤

پہلا سبق:

اخلاق حسنہ

۱)_" حسن خلق" کا معني:

"حُسن خلق "یعنی "پسندیدہ اور اچھی عادت"، چنانچہ اس شخص کو "خوش اخلاق" کہا جاتا ہے کہ اچھی عادتیں اُس کی ذات و فطرت کا جزو بن چکی ہوں اور وہ دوسروں کے ساتھ کھلے چہرے اور اچھے انداز کے ساتھ پیش آنے کے ساتھ ساتھ پسندیدہ میل جول رکھے_ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حسن خلق کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :

"تُلين جانبك' وتطيّبُ كلامك وتلقى ا خاك ببشر: حَسَن:"_

"تم اپنی ملاقات کے انداز میںنرمی پیدا کرو' اپنی گفتگو کو شائستہ بنائو اور اپنے بھائي سے خندہ پیشانی سے ملو"[1]

عام طور پر اخلاق و حدیث کی کتابوں میں حسن خلق سے یہی معنی مراد لیا جاتا ہے_

۱_ اصول کافی_ ج ۳، ص ۱۶۲، (ایمان و کفر: حُسن بشر)_ بحارالانوار ج ۷۱، ص ۳۸۹ (مطبوعۃ اسلامیۃ)

اسلام میں اخلاق حسنہ کا مقام:

اسلام ہمیشہ اپنی پیروکاروں کو دوسروں کے ساتھ نرمی اور خوش مزاجی سے پیش آنے کی طرف دعوت دیتا ہے، اسلام نے خوش اخلاق انسان کی اہمیت کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اگر غیر مسلمان بھی اس نیک صفت کا حامل ہوں تو وہ بھی اس کے فوائد کو پاسکتا ہے_ جیسا کہ تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ : آنحضور (ص) نے حضرت امام علی علیہ السلام کو ایسے تین افراد کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا جو آپ (ص) کو شہید کرنے کی سازش میں متحد ہو چکے تھے، امام علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کو قتل کیا اور باقی دو کو قیدی بنا کر آپ (ص) کے سامنے پیش کیا_ آنحضرت (ص) نے پہلے انہیں دین مبین اسلام کی طرف دعوت دي، لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا ، پھر آپ (ص) نے قتل کی سازش کے جرم پر ان کے خلاف قتل کا حکم جاری فرمایا ، اسی دوران آپ (ص) پر جبرئیل (ع) نازل ہوئے اور عرض کی : "اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو معاف کریں کیونکہ وہ خوش اخلاق اور سخاوتمند ہے"_ آپ (ص) نے بھی اس شخص کو معاف فرمایا، جب اس شخص کو معلوم ہو اکہ اللہ تعالی نے اسے ان دو نیک صفات کی خاطر معاف فرمایا ہے تو اس نے اسلام کو تہ دل سے قبول کرلیا_ پھر آپ (ص) نے اس شخص کے بارے میں فرمایا :

" ان لوگوں میں سے ہے جو خوش اخلاق اور سخاوتمند ہونے کی بناء پر جنت کا مستحق ہوے"[۱]

اسلامی مقدس نظریہ میں حسن خلق کا معنی کبھی یہ نہیں کہ اگر کسی نے کوئي غلط اور ناپسندیدہ فعل انجام دیا تو اس کے سامنے خاموش ہوجائیں یا ہنس دیں بلکہ ایسے موقع پر

۱_ بحارالانوار ج ۷۱، ص ۳۹۰

اس بات پر تاکید کی گئي ہے کہ اس فعل کے خلاف مناسب رد عمل کا اظہار کرنا چاہئے' اگرچہ چند افراد کی ناراضگی کا سبب بن جائے_ کیونکہ ہمیں اس وقت تک دوسروں کو ناراض نہیں کرنا چاہئے، جب تک اسلامی احکام اور اس کے اصول کی پامالی نہ ہوپائے_

۲)_ معصومین (ع) کے ارشادات:

رسول خدا (ص) اور ائمہ معصومین علیہم اسلام اخلاق حسنہ کی اعلی ترین مثالیں ہیں اور یہ بے مثال "حُسن خلق "ان کے کردار اور گفتار سے عیاں تھا_ ان ہی عظےم شخصیتوں کے ارشادات کی روشنی میں ہم "حُسن خلق" کے اعلی درجہ پر فائز ہوسکتے ہیں_ چنانچہ ہم یہاں اُن کے ارشادات سے چند نمونے پیش کررہے ہیں تاکہ وہ ہماری زندگی کے لئے مشعل راہ بن جائیں: رسول خدا (ص) نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

"کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتائوں کہ اخلاق کے لحاظ سے تم میں سے کون مجھ سے زیادہ مشابہ ہے؟ صحابہ نے عرض کی: "اے اللہ کے رسول (ص) ضرور بتایئے_ "تو آپ (ص) نے فرمایا:

"جس کا اخلاق بہت اچھا ہے" (۱)

آپ (ص) ہی کا ارشاد گرامی ہے:

"خوش نصیب ہے وہ شخص جو لوگوں سے خوش خلقی سے ملتا ہے' ان کی مدد کرتا ہے اور اپنی برائي سے انہیں محفوظ رکھتا ہے" (۲)

۱_ اصول کافی (مترجم) ج۲، ص ۸۴یا تحف العقول ص۴۸

۲_ تُحف العقول، ص۲۸

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خداوند عالم نے اپنے ایک پیغمبر کو مخاطب کرکے فرمایا :

"خوش خلقی گناہوں کو اُسی طرح ختم کردیتی ہے جس طرح سورج برف کو پگھلادیتا ہے"[۱]

آپ (ع) ہی کا ارشاد ہے:

"بے شک بندہ اپنے حسن اخلاق سے دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو نماز قائم کرنے والے کا درجہ حاصل کرلیتا ہے"[۲]

۳)_ اخلاق معصومین (ع) کے چند نمونے:

ہمارے معصوم رہبروں (ع) نے جس طرح "اخلاق حسنہ" کے بارے میں نہایت ہی سبق آموز ارشادات فرمائے ہیں' اسی طرح دوست اور دشمن کے سامنے نیک اخلاق کے بہترین علی نمونے بھی پیش کئے ہیں; ملاحظہ کیجئے:

۱_ انس (پیغمبر اکرم (ص) کے خادم) سے مروی ہے کہ : میں نے رسالت مآب (ص) کی نوسال تک خدمت کی' لیکن اس طویل عرصے میںحضور (ص) نے مجھے حتی ایک بار بھی یہ نہیں فرمایا: "تم نے ایسا کیوں کیا؟"_ میرے کسی کام میں کبھی کوئي نقص نہیں نکالا، میں نے اس مدت میں آنحضرت (ص) کی خوشبو سے بڑھ کرکوئي اور خوشبو نہیں سونگھي، ایک دن ایک بادیہ نشین (دیہاتي) آیا اور آنحضرت (ص) کی عبا کو اتنی زور سے کھینچا کہ عبا کے نشان آپ (ص) کی گردن پر ظاہر

۱_ تحف العقول_ ص۲۸_ بحارالانوار ج ۷۱، ص ۳۸۳

۲_ وسائل الشیعہ ج۸، ص ۵۶_ تحف العقول ص ۴۸

ہوگئے_ اس کا اصرار تھا کہ حضور اکرم (ص) اسے کوئي چیز عطا فرمائیں_ رسالتمآب (ص) نے بڑی نرمی اور مہربانی سے اُسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

"اسے کوئي چیز دے دو"_

چنانچہ خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائي:

﴿انّك لَعلى خُلق: عظیم ﴾[1]

"بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلی درجہ پر فائزہیں"_

۲_حضرت امام زین العابدین_ کے قریبی افراد میں سے ایک شخص آپ (ع) کے پاس آیا اور بُرا بھلا کہنے لگا' لیکن آپ (ع) خاموش رہے، جب وہ شخص چلا گیا تو امام (ع) نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا:

"آپ لوگوں نے سن لیا ہوگا کہ اس شخص نے مجھ سے کیا کہا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرا جواب بھی سن لیں"_

امام علیہ السلام راستے میں اس آیت کی تلاوت فرماتے جارہے تھے:

" ﴿ و الكاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین ﴾"[2]"جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف اور درگذر کردیتے ہیں اوراللہ تعالی ایسے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"_

ساتھیوں نے سمجھ لیا کہ امام (ع) آیت عفو کی تلاوت فرما رہے ہیں، لہذا اسے کوئي تکلیف نہیں پہنچائیں گے.جب اس کے گھر پہنچے تو امام (ع) نے اس کے خادم سے فرمایا

۱_منتہی الآمال، ج ۱، ص ۳۱_ سورہ قلم، آیت ۴

۲ _ سورہ آل عمران آیت ۱۳۴

کہ اپنے مالک سے کہدو کہ علی ابن الحسین علیہ السلام تمہیں بلا رہے ہیں۔
جب اس شخص نے سنا کہ امام (ع) فوراً ہی اس کے پاس آئے ہیں تو اس نے دل میں کہا کہ یقینا حضرت (ع) مجھے میرے کئے کی سزا دیں گے اور اس کا انتقام لیں گے۔چنانچہ اس نے یہ سوچ کر خود کو مقابلہ کے لئے تیار کرلیا، لیکن جب باہر آیا تو امام (ع) نے فرمایا :
"میرے عزیز تم نے اب سے کچھ دیر پہلے میرے متعلق کچھ باتیں کہی تھیں' اگر یہ باتیں مجھ میں پائي جاتی ہیں تو خدا مجھے معاف کرے' اور اگر میں اُن سے پاک اور برَی ہوں تو خدا تمہیں معاف کرے"۔
اُس شخص نے جب یہ سنا تو بہت شرمندہ ہوا' امام (ع) کی پیشانی پر بوسہ دیا اور معافی مانگنے لگا اور عرض کی :"میں نے جو کچھ کہا' غلط کہا' بے شک آپ (ع) ایسی باتوں سے پاک ہیں'ہاں' میرے اندر یہ باتیں موجود ہیں " [۱]

٤)۔حسن خلق کے ثمرات و فوائد:

الف:.....دُنیوی فوائد:

۱۔دوستانہ تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔
چنانچہ حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

۱۔منتہی الآمال، ج ۳، ص ٥۔مطبوعہ انتشارات جاویدان

"حُسن خلق یُثبت المِوَدَّۃ"[1]

" حسن خلق، دوستی اور محبت کو مستحکم کرتا ہے"_

۲_اس سے زمین آباد اور عمریں طولانی ہوتی ہیں_

چنانچہ حضرت امام جعفر صادق _ فرماتے ہیں:

" انّ البرَّ و حُسن َالخلق یَعمران الدّیارَ و یزیدان فی الاعمار"[2]

"نیکی اور اچھے اخلاق سے زمینیں آباد اور عمریں طولانی ہوتی ہیں"_

۳_رزق و روزی میں برکت پیدا ہوتی ہے_

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حُسن الخلق منَ الدین و ہو یزیدُ فی الرّزق:"[3]

"حسن خلق دین کا جزو ہے اور روزی میں اضافہ کا سبب ہے"_

٤_عزّت اور بزرگی کا موجب بنتا ہے_

چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کَم من وَضیع: رَفَعہ حُسن خُلقہ"[4]

"کتنے ہی پست لوگ ایسے ہیں کہ جنہیںاُن کے نیک اخلاق نے بلند کیا"_

۱_ تحف العقول، ص ۳۸_ بحارالانوار ج ۷۱، ص ۱۵۰

۲_ اصول کافی، ج ۳، ص ۱۵۷ _ بحارالانوار ج ۷۱، ص ۳۹۵

۳_ تحف العقول، ص ۳۷[3] ۴_ شرح غرر الحکم، ج ۷، ص ۹۴_

۵_کینہ پروری اورکدورتوں کو دو ر کرتا ہے_

رسالتمآب (ص) کا ارشاد ہے:

"خندہ پیشانی اورکشادہ روئي کینوں کو دور کردیتی ہے"(۱)

ب:.....اُخروی فوائد:

۱_"حُسن خُلق" کے سبب قیامت کے دن حساب میں آسانی ہوگی_

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

"صلہ رحمی کرو کہ یہ تمہاری عمر کو بڑھائے گا' اپنے اخلاق کو اچھا بنائو کہ خدا تمہارا حساب آسان کرے گا "(۲)

۲_جنت میں جانے کا موجب بنتا ہے_

حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں :

"میری امت 'تقوی اور حسن اخلاق جیسی صفت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائےگي"(۳)

۳_بلند درجات کا سبب قرار پاتا ہے_

چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے:

"بے شک حسن اخلاق کی وجہ سے بندہ آخرت کے بلند درجات اور اعلی

۱_تحف العقول، ص۳(۸) ۲_بحارالانوارج ۷۱، ص۳۳(۸) ۳_اصول کافی، ج ۲، ص ۱۰۰_مستدرک الوسایل ج ۲، ص۸(۲)

مراتب تک جا پہنچتا ہے، اسکا حسن خلق اسکی عبادت کو چار چاند لگا دیتا ہے[۱]

۵)_بد خلقي:

بد خُلقي 'حُسن خُلق کی متضاد ہے_جس قدر حُسن خُلق لائق تحسين اور قابل ستائشے ہے 'بد خلقی اسی قدر قابل مذمت اور قابل تنفر ہے_

اسلام نے جہاں اخلاق حسنہ کی بے حد تعریف کی ہے وہاں بد خُلقی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے_

رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

"خَصلَتان لاَ تَجتَمعان فی مسلم:' اَلبُخلُ و سُوئُ الخلق"[۲]

"کسی مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں' کنجوسی اور بداخلاقي"_

حضرت علی علیہ السلام اس بُری خصلت کو ذلّت اور پستی کی علامت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

'مِنَ اللوَّم سُوء الخُلق"[۳]

"بداخلاقی ایک لعنت و پستی ہے"_

دوسری جگہ اسے جہالت اور نادانی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الخلق المذموم من ثمار الجهل"_

"بدخلقی جہالت کے ثمرات میں سے ہے"_

۱_ اصول کافی، ج ۳، ص ۱۵(۷) ۲_ میزان الحکمہ، ج ۳، ص ۱۵۳

۳_ شرح غرر الحکم، ج ۷، ص ۹۵

٦_بداخلاقی کا انجام:

بداخلاقی کا انجام بہت برا ہوتا ہے نمونے کے طور پر ملاحظہ فرمائیں :

الف_ انسان کو خدا کے قرب سے دور کردیتی ہے_

جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"عُبُوس الوجه: وسوءُ البشر مكسَبَة لّلمقت وبعد من الله" [۱]

"تُرش روئي اور بد خلقی خدا کی ناراضگی اور اس سے دوری کی سبب ہے"_

ب_بداخلاقی انسان کی روح کو دکھ پہنچاتی ہے_

جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"مَن ساء خلقه عذب نفسه" [۲]

"جو شخص بد اخلاق ہوتا ہے وہ خود ہی کو عذاب میں مبتلا رکھتا ہے"_

ج_نيك اعمال کو تباہ وبرباد کردیتی ہے_

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

"الخلقُ السَّي يُفسد العمل كما يُفسد الخَلُّ العَسَل" [۳]

"بد اخلاقی' انسان کے عمل کو ایسے ہی تباہ کردیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو تباہ کردیتا ہے"_

د_توبہ کے قبول ہونے میں رکاوٹ بنتی ہے_

جیسا کہ آنحضرت (ص) کا ارشاد ہے:

١_ تحـــــــف العقـــــــول، ص ٢٩(٦) ٢_ بحارالـــــــانوار، ج٧٨، ص ٢٤(٦) ٣_ میــــــزان الحکمــــــة، ج ٣، ص ١٥(٢)

"خداوند عالم بداخلاق شخص کی توبہ کو قبول نہیں کرتا"_

لوگوں نے پوچھا: "یا رسول اللہ (ص) ایسا کیوں ہے؟" فرمایا:

"اس لئے کہ جب انسان کسی گناہ سے توبہ کرتا ہے' تو پھر اس سے بڑے گناہ کا مرتکب ہوجاتا ہے" [۱]

ھ_ رزق کو کم کردیتی ہے_

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَن سَآء خلقه ضاقَ رزقه" [۲] "بداخلاقی روزی کو کم کردیتی ہے"_

و_ انسان کو جہنمی بنادیتی ہے_

جیسا کہ رسول خدا (ص) کی خدمت میںجب عرض کیا گیا کہ فلاں شخص دن کو روزہ رکھتا ہے' اور رات کو عبادت میں گمزار دیتا ہے' لیکن بداخلاق ہے اور ہمسایوں کو ستاتا ہے' تو آنحضرت (ص) نے فرمایا:

"اس شخص میں کوئي اچھائي نہیں' وہ جہنمی ہے" [۳]

۱_ بحارالانوار، ج ۷۳، ص ۲۹۹

۲_ میزان الحکمة، ج ۳، ص ۱۵۵

۳_ میزان الحکمة، ج ۳، ص ۱۵۴

دوسرا سبق:

نظم و ضبط

۱)_اسلام میں نظم و ضبط کی اہمیت

۲)_نجی زندگی میں اس کی اہمیت

الف) صفائي

ب) ستھرائي

۳)_ معاشرتی زندگی میں اس کی اہمیت

٤)_عہدپیمان میں اس کی اہمیت

٥)_عبادات میں اس کی اہمیت

٦)_اخراجات میں اس کی اہمیت

۷)_محاذجنگ اور عسکری امور میں اس کی اہمیت

خدا نے ہر ایک چیز کو نظم کی بنیاد پر خلق فرمایا ہي، اس بھری کائنات میں ہر چیز کا اپنا ایک مقام ہے اور اس کی مخصوص ذمہ داری ہي۔

بقول ایک شاعر کے :

جہان چون خدو خال و چشم وابروست

کہ ہرچیزی بہ جای خویش نیکوست

یعنی یہ کائنات شکل وصورت اور چشم وابرو کی مانند ہي'جس کی ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی مناسب اور موزوں ہي۔

۱۔ اسلام میں نظم وضبط کی اہمیت:

خدائے عالم وقادر نے اپنی پوری کائنات میں محیرّ العقول نظم کو جاری وساری فرمایا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بنی نوع انسان بھی اپنی نجی اور معاشرتی زندگی میں نظم وضبط پیدا کریں۔

اس نے آسمانی مذاہب کے ذریعے خصوصاً دین اسلام کے ذریعہ نظم وضبط کی اہمیت بیان فرمائي ہے اور اس کی پابندی کا حکم دیا ہي۔

ہم یہاں نظم وضبط سے متعلق کچھ اسلامی احکام بیان کرتے ہیں، امید ہے کہ قارئین احکام الہی کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی کو پوری طرح سنوارنے کی کوشش کریں گي۔

۲_ نجی اور فردی زندگی میں نظم وضبط کی اہمیت:

کسی مسلمان کی فردی زندگی میں نظم وضبط کا تعلق' صحت وصفائي، لباس کی وضع وقطع' سر اور چہرے کی اصلاح' بالوں کو سنوارنا اور مسواک وغیرہ کرنے سے ہوتا ہي۔

اختصار کے ساتھ ہم یہاں ان امور سے متعلق گفتگو کریں گي:

الف:___صفائي:

لباس' بدن اور زندگی کے دوسرے امور میںپاکیزگی اور صفائي کے حوالے سے اسلام نے بہت زور دیا ہے_چنانچہ رسالتمآب (ص) کا ارشاد ہي:

"خداوند عالم پاک و پاکیزہ ہے اور پاکیزگی' طہارت اور صفائي کو دوست رکھتا ہي"(۱)

۱_ میزان الحکمۃ، ج ۱۰، ص ۹۲

دوسری جگہ فرمایا :

"جہاں تک ہو سکے اور جیسے بھی بن پڑي' پاك و پاکیزہ رہو کیونکہ اللہ تعالی نے اسلام کی بنیاد صفائي پر رکھی ہي' اور جنت میں سوائے صاف ستھرے شخص کے کوئي اور نہیں جا سکے گا" [۱]

امام رضا _ فرماتے ہیں:

"پاکیزگی کا شمار انبیاء (ع) کے اخلاق میںہوتا ہي" [۲]

ب:___ سنوارنا:

سر'بدن' لباس اور جوتوں وغیرہ کو آراستہ اور صاف رکھنا' اسلام کا ایک اخلاقی دستور ہے _ اس کا تعلق ایک پکّے اور سچے مومن کی نجی زندگی کے نظم وضبط سے ہي_

اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک مسلمان کو اپنی وضع و قطع میں پاکیزگی کا خیال رکھنے کے علاوہ اپنے لباس اور جسمانی وضع و قطع کو بھی سنوارنا چاہئي_ بالوں میں کنگھی 'دانتوں کی صفائي' اور وقار اور ادب سے چلنا چاہیئے _

ایک دن حضور سرور کائنات (ص) نے ایک بکھرے بالوں والے شخص کو دیکھا تو فرمایا :

"تمہیں کوئي چیز نہیں ملتی تھی کہ بالوں کو سنوار لیتي" [۳]

عبادبن کثیر نے' جو ایک ریا کار زاہد تھا اور کھردرا لباس پہنا کرتا تھا' ایک دن

۱_ میزان الحکمة، ج ۱۰، ص ۹۲

۲_ بحارالانوار، ج۷۸، ص ۳۳۵

۳_ میزان الحکمة، ج ۱۰، ص ۹۲

اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر اعتراض کیا کہ:

"آپ (ع) کے دو جد امجد "حضرت رسول خدا (ص) اور امیر المومنین علیہ السلام "تو کھردرا لباس پہنا کرتے تھي"_

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" وائے ہو تم پر کیا تم نے قرآن مجید کی وہ آیت نہیں پڑھی جس میں خداوند عالم نے اپنے پیغمبر (ص) کو حکم دیا ہے کہ:

﴿قُل مَن حَرَمَ زينة الله التى اخرج لعباده والطيّبات من الرزق" ﴾(۱)

"اے پیغمبر (ص) ان لوگوں سے پوچھئے کہ خدا کی زینت اور حلال رزق وروزی کو کہ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے' کس نے حرام کردیا ہي؟"_

وہ شخص اپنے اس فضول اعتراض پر نادم ہوا اور سر جھکا کر چلا گیا (۲)

آیت: ﴿خُذوا زينتكم عند كلّ مسجد" ﴾_"ہر سجدہ کرنے کے وقت زینت کرلیا کرو"، اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ان زینتوں میں سے ایک زینت' نماز کے وقت بالوں میں کنگھی کرنا ہي"_(۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دانتوں کی صفائي کے بارے میں فرماتے ہیں:

"من اخلاق الانبياء (عليهم السلام)السّواك "(۴)

۱_ سورہ اعراف، آیت ۳۲

۲_ فروع كافي، ج ۶، ص ۴۴۴ سے مفہوم حدیث

۳_ فروع كافي، ج ۶، ص ۴۸۹

۴_ اصول كافی ج ۶ ص ۴۵۹

"مسواک کرنا اخلاق انبیاء میں شامل ہي"_

حضرت علی علیہ السلام نے مناسب جوتا پہننے کے بارے میں فرمایا :

"اچھا جوتا پہننا اور بدن کی حفاظت و طہارت نماز کے لئے مددگار ہونے کا ایک ذریعہ ہي"[1]

رسول خدا (ص) جب بھی گھر سے مسجد یا مسلمانوں کے اجتماع میں تشریف لے جانا چاہتے تھے تو آئینہ دیکھتي' ریش اور بالوں کو سنوارتي' لباس کو ٹھیک کرتے اور عطر لگایا کرتے تھي' اور فرمایا کرتے تھے :

"خداوند عالم اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب اس کا کوئي بندہ اپنے دینی بھائیوں کی ملاقات کے لئے گھر سے باہر نکلے تو خود کو بنا سنوار کر باہر نکلي"[2]

لہذا اگر اس حساب سے دیکھا جائے تو پریشان حالت' آلودگی اور بدنظمی دین اسلام کی مقدس نگاہوں میں نہایت ہی قابل مذمت او رموجب نفرت ہے' اور رسول خدا (ص) کے ایک پیروکار مسلمان سے یہی توقع رکھی جانی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ بن سنور کر رہے گا اور خود کو معطر اور پاک وپاکیزہ رکھے گا_

۳_ معاشرتی زندگی میں اس کی اہمیت:

سماجی امور اوردوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کے لئے انسان کی کامیابی کا راز اس بات میںمضمر ہے کہ وہ ایک مقرّرہ ومرتّبہ پروگرام کے تحت وقت

۱_ فروع کافي، ج ۶_ ص ۴۶۲

۲_ مکارم اخلاق، ص ۳۵_

سے صحیح فائدہ اٹھائے' چاہے اس پروگرام کا تعلق اس کے کاموں سے ہو' جیسے مطالعہ کرنا اور کسی جگہ آنا جانا یا کسی سے ملاقات کیلئے جانا، بد نظمی اور بے ترتیبی سے وقت ضائع ہوتا ہے جبکہ ترتیب و نظم و ضبط سے انسانی کوششوں کا اچھا نتیجہ نکلتا ہي_

امور زندگی اور کاروبار میں نظم و ضبط کی اس قدر اہمیت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت میں کہ جو بستر شہادت پر ارشاد فرمائي' اس بات پر زور دیا اور حسنین (ع) سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"اُوصیکما وجمیع ا ھلی وَ ولدی ومَن بَلَغَہُ کتابی بتقوی اللہ ونظم امرکم"(۱)

"میں تم دونوں کو اور تمام افراد خاندان کو اور اپنی تمام اولاد کو اور جن لوگوں تک میری تحریر پہنچي' سب کو خدا کے تقوی اور امور میں نظم و ضبط کی وصیت کرتا ہوں"_

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے دن رات کے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرو:

۱_ ایک حصہ خدا کی عبادت اور اس کے ساتھ راز و نیاز کے لئي_

۲_ ایک حصہ ذاتی کاموں اور ضروریات زندگی کے پورا کرنے کے لئي_

۳_ ایک حصہ دوست واحباب اور رشتہ داروں کے ساتھ ملنے جلنے اور ملاقات کے لئے_

٤_ اور ایک حصہ آرام و تفریح اور گھر میں اہل خانہ کے ساتھ رہنے کے لئي(۲)

۱_ نہج البلاغۃ (فیض الاسلام) خطبہ ۱۵۷_ ص ۹۷۷_

۲_ تحف العقول ص ۴۸۱_

٤_ عہدوپیمان میں اس کی اہمیت:

وہ امور کہ جہاں سختی کے ساتھ نظم وضبط کی رعایت کرنا چاہئي' عہدوپیمان اور اقرار ناموں کی پابندی ہي_ مثلاً قرض دینے' قرض لینے اور دوسرے لین دین میں تحریری سند کا ہونا ضروری ہي_ تاکہ بعد میں کسی قسم کی کوئي مشکل پیدا نہ ہونے پائے اور ایسا کرنے سے مشکلات کا راستہ بند اور اختلاف کی راہیں مسدود ہوجائیں_ یہ عہدوپیمان اور لین دین کے بارے میں ایک طرح کا نظم وضبط ہي_

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

"اے ایمان لانے والو جب تم ایک مقررہ مدت کے لئے قرضہ لیتے یا دیتے ہو تو اسے لکھ لیا کرو' اور یہ تحریر ایک عادل شخص تمہارے لئے لکھي' اور اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور تمہیں کوئي لکھنے والا نہ ملے تو اسے گروی کی صورت لے لیا کرو" [۱]

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَوفوا بالعَهد انَّ العَهد كانَ مسئولاً"﴾ [۲]

"عہد کو پورا کرو' کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا"_

پیغمبر اسلام (ص) نے وعدہ کی پابندی کو قیامت کے اوپر عقیدہ رکھنے سے تعبیر فرمایا ہي_ چنانچہ ارشاد ہي:

۱_ سورہ بقرہ آیت ۲۸۲_ ۲۸۳

۲_ سورہ بنی اسرائیل_ آیت ۳۴

"مَن كان يؤمن بالله واليوم الآخرة فليف إذا وَعَدَ"(۱)

"جو شخص خدا اور قيامت پر ايمان ركھتا ہے اسے اپنا وعدہ پورا كرنا چاہئي"_

ايك واضح پيمان مقرّر كرنے سے بہت سے اختلافات كا سدّ باب ہوسكتا ہي_ اور اس پر صحيح طريقہ سے عملدرآمد لوگوں كى محبت اور اعتماد حاصل كرنے كا موجب بن جاتا ہے_ چنانچہ روايت ہے كہ ايك دن حضرت امام على ابن موسى الرضا عليہ السلام نے ديكھا كہ آپ (ع) كے ملازمين ميں ايك اجنبى شخص كام كر رہا ہي' جب آپ (ع) نے اس كے بارے ميں دريافت كيا تو بتايا گيا كہ اسے اس لئے لے آئے ہيں تاكہ ہمارا ہاتھ بٹا سكي_ امام (ع) نے پوچھا: كيا تم نے اس كى اجرت بھى طے كى تھي؟ كہا گيا كہ نہيں_ امام (ع) سخت ناراض ہوئے اور ان كے اس عمل كو ناپسند فرماتے ہوئے كہا :

"ميں نے بارہا كہا ہے كہ جب تم كسى كو مزدورى كے لئے لاتے ہو تو پہلے اس سے اجرت طے كرليا كرو' ورنہ آخر ميں تم اسے جس قدر بھى مزدورى دوگے وہ خيال كرے گا كہ اسے حق سے كم ملا ہي' ليكن اگر طے كرلوگے اور آخر ميں طے شدہ اجرت سے جتنا بھى زيادہ دوگے خوش ہوجائے گا اور سمجھے گا كہ تم نے اس كے ساتھ محبت كى ہي"(۲)

بات پر قائم رہنا اور وعدہ وفائي انبياء اور اولياء خدا كا شيوہ ہي، ان كے پيروكاروں كو اس سلسلے ميں ان كى اقتدا كرنى چاہئي_

۱_ كافي_ ج ۲_ ص ۳۶۴

۲_ بحارالانوار_ ج ۴۹_ ص ۱۰۶

٥_عبادت میں اس کی اہمیت:

عبادت میں بھی نظم وضبط کا اہتمام کرنا چاہئے اور وہ یوں کہ ہر عبادت کو بروقت اور بموقع بجالائیں' نماز کو اس کے اول وقت میں اور جماعت کے ساتھ ادا کریں' ماہ رمضان میں روزے رکھیں' اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے کوئي روزہ قضا ہوجائے تو اس کی قضا کریں' خمس وزکوة ادا کریں' اور عبادت میں افراط وتفریط سے اجتناب کریں بلکہعبادت میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہئي' کیونکہ اعتدال پسندی عبادت میں مفید ہي_

عبادت اور مستحب امور میں افراط سے کام لینے سے بسا اوقات انسان اکتا جاتا ہي' جس کی وجہ سے بعض اوقات وہ اجتماعی سرگرمیوں سے محروم رہتا ہے بلکہ کبھی تو اس کا یہ عمل بجائے باعث ثواب کے عذاب کا باعث بن جاتا ہے' جیسے دعا یا نوحہ خوانی کرنا یا کوئي اور مستحب عمل کہ رات گئے تک لاؤڈ اسپیکر پر پڑھتا رہے' ظاہر ہے اس سے ہمسایوں یا بیماروں کو تکلیف ہوتی ہي_

مستحب عبادت اس وقت مفید اور کار آمد ہوتی ہے جب وہ رضا ورغبت اور شوق و محبت کے ساتھ انجام دی جائے_ اُس مسلمان کی داستان مشہور ہے کہ جس نے اپنے غیر مسلم ہمسائے کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی' جب اس کا وہ ہمسایہ مسلمان ہوگیا تو وہ اسے مسجد لے گیا اور صبح سے لیکر مغرب تک مسجد میں نماز ودعائیں پڑھتا رہا' قرآن کی تلاوت کرتا رہا ، غرض اسے صبح سے شام تک ان امور میں مصروف رکھا_

چنانچہ جب وہ دوسرے دن اس کے پاس گیا کہ اسے عبادت کے لئے اپنے ہمراہ مسجد لے چلے تو اس نے ساتھ چلنے سے صاف انکار کردیا اور کہا :

"میرے یہاں بیوی بچے بھی ہیں' ان کے اخراجات کے لئے بھی کچھ کرنا ہي' مجھے ایسا دین قبول نہیں جائو اپنی راہ لو_،،

٦_ اخراجات میںاس کی اہمیّت:

روٹي' کپڑے اور زندگی کے دوسرے اخراجات' جو کہ بیت المال یا دیگر اموال سے پورے ہوتے ہیں ان میں اعتدال سے کام لینا چاہیئے نہ افراط سے کام لیاجائے اور نہ ہی بخل و مشکلات میں پڑنا چاہئي_

اخراجات میں نظم وضبط کا مطلب یہ ہے کہ آمد وخرچ میں ماشہ، گرام کا حساب رکھاجائي، پیداوار اور اخراجات میں توازن رکھاجائے اور اخراجات میں اسراف اور فضول خرچی بد نظمی ہے کہ اس سے انسان مفلس اور نادار ہوجاتا ہي_

قرآن مجید فضول خرچی اور بے حساب خرچ کرنے کی مذمت کرتا ہے اور فضول خرچ انسان کو شیطان کا بھائي قرار دیتا ہے

﴿ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" ﴾[1]

فردی اور نجی زندگی میں بھی اخراجات میں تعادل رکھنا چاہئے، اسی طرح حکومت اور مسلمانوں کے بیت المال میں بھی میانہ روی اختیار کرنا چاہئي، معاشرہ میں وہی حکومت کامیاب ہوتی ہے کہ جس کے مال و منصوبے نظم وضبط پر بنی ہوتے ہیں_ اخراجات میں اعتدال ، یعنی بجلی ، پانی ، پھل ، لباس اور کھانے پینے کی چیزوں کو

١_ سورہ بنی اسرائیل_ آیت ٢٧

بے مقصد صرف کرنے سے اجتناب کرنا ، تاکہ انسان اپنے آپ اور معاشرہ کو خود کفیل بنا دے اور دوسرں سے بے نیاز ہو جائے_
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب (ع) بیت المال سے خرچ کرنے کے بارے میں اپنے کارکنوں کو ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
"قلم کی نوک کو باریک اور سطروں کے فاصلے کو کم کرو اضافی آداب والقاب کو حذف کرو ، اپنے مطالب کو خلاصہ کو طور پر تحریر کیا کرو اور فضول خرچی سے دور رہو کہ مسلمانوں کا بیت المال اس قسم کے اخرجات کا متحمل نہیں ہو سکتا_،،[1]

۷_محاذ جنگ اور عسکری امور میں نظم وضبط کی اہمیّت :

خاص طور پر جنگ ، جنگی آپریشن ، میدان جنگ اور عسکری امور میں نظم وضبط کو ملحوظ رکھنا خصوصی اہمیّت کا حاصل ہے_
واضح رہے ، جنگ میں مجاہدین کی کامیابی کا دار ومدار اپنے کمانڈروں کی حکمت عملی اور جنگی تدابیر پر پختہ یقین اور راسخ عقیدہ کے بعد ان کی اطاعت اور عسکری امور کے نظم وضبط پر ہے_
خدا وند عالم ،قرآن مجید میں فرماتا ہے :
﴿ انَّ اللہ یحبّ: الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص ﴾،،[2]

۱_ بحارالانوار_ج ۴۱_ص ۱۰۵

۲_ سورہ وصف_ آیت ۴

"یقینا خداوند عالم ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں یوں منظم طریقہ سے صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائي ہوئي دیوار ہوتی ہے_،،

جنگ کے دوران ، حملہ کے وقت ، پیچھے ہٹنے کے موقع پر اور آرام کے وقت نظم وضبط کا مظاہرہ فتح اور کامیابی کی علامت ہے_ جب کہ گربڑ، سرکشی اور بد نظمی بعض اوقات جیتی ہوئي جنگ کو شکست میںتبدیل کر دیتی ہے_

حضرت رسول اکرم (ص) حملہ کا حکم دینے سے پہلے تمام فوجیوں کی صفیں درست کرتے تھے، ہر شخص کا فریضہ مقرر فرماتے تھے اور نافرمانی پر تنبیہ اور سرزنش فرماتے تھے (۱)

جنگ میں کمانڈر کی اطاعت اور عسکری قوانین کی پابندی زبردست اہمیّت اور حسّاس ذمہ داری کی حامل ہوتی ہے_کمانڈر کے احکام کا احترام ، اپنے اپنے محاذپر ڈٹے رہنا ، خودرائي اور جذباتی طرز فکر سے اجتناب ، کامیابی کا ضامن ہوتا ہے_

تاریخ میں بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ بد نظمي، بے ضابطگی اور قوانین کی خلاف ورزی کی وجہ سے جیتی ہوئي جنگیں شکست میں تبدیل ہوئي ہیں اور دشمن کے غالب آجانے کا سبب بن گئیں ہیں_چنانچہ جنگ اُحُد میںنبی (ص) نے کچھ مسلمان جنگجوؤں کو عبداللہ ابن جبُیر کی سرکردگی میں ایک پہاڑی درّے پر متعین فرمایا،

جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد سپاہ اسلام کی سرفروشانہ جنگ سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر اسلام آخری کامیابی کی حدودتک پہنچ گیا اور دشمنان اسلام

۱_تاریخ پیامبر اسلام (ص)_ ص ۲۳۹ (مولف ڈاکٹر آیتی)

شکست کھا کر بھاگنے لگے تو درّے پر متعین افراد نے کامیابی کی صورت حال دیکھ کر رسول خدا (ص) کے فرمان کو فراموش کردیا اوراپنے مورچوں کو چھوڑ کر نیچے اتر آئے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے ، اس بد نظمی اور رسول خدا(ص) کے عسکری فرمان کی خلاف ورزی کی وجہ سے دشمن کے شکست خوردہ لشکر نے مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اورپہاڑ کے حسّاس درّے کو خالی پاکر سپاہ اسلام پر حملہ ور ہوگیا، آخرمیں اس بد نظمی اور کمانڈر کے حکم کی خلاف ورزی کے سبب مسلمانوں کو زبردست شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور سنگین جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا [۱]

محاذ جنگ ذمّہ دار افسران کے احکام کی پابندے نہایت ضروری ہے :

محاذ جنگ پر کسی ڈیوٹی پر متعین ہونے ، کسی یونٹ میں منتقل ہونے ، چھٹی پر جانے ، کسی پروگرام میں پرجوش شرکت ، غرض تمام امور میں ذمہ دار افسران کے احکام وآراء کی پابندی ضروری ہوتی ہے _

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

" مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول(ص) پر ایمان لائے اور جب کسی اہم اور جامع کام (جنگ)میں پیغمبر اکرم(ص) کے ہمراہ ہوتے ہیں تو ان کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاتے ، اجازت حاصل کرنے والے ہی صحیح معنوں میں خدا اور اس کے رسول(ص) پر ایمان رکھتے ہیں ، پس جب بھی وہ اپنے بعض کاموں کے لئے آپ(ع) سے اجازت طلب کریں ، تو آپ(ع) جسے

۱_مزید تفصیل کے لئے کتاب فروغ ابدیت _ج ۲_ ص ۴۶۶ کا مطالعہ کیا جائے_

چاہیں اجازت عطا فرمائیں،،[1] اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ چھٹی پر جانا بھی پیغمبر(ع) کی اجازت پر موقوف ہے_

ہماری دعا ہے کہ راہ خدا میں مسلسل جدّوجہد کرنے والے اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے مجاہدین اسلام ایک محکم و مضبوط صف میں اور مستحکم نظم و ضبط کے تحت متحدّو متّفق ہو کر دشمنان حق اور پیروان شیطان پر غالب آجائیں_ آمین،،

۱_ سورہ نور_ آیت ۶۲

تیسرا سبق :

سچ اور جھوٹ

١) ....سچ اور جھوٹ کیا ہیں؟

٢) ....سچائي انبیائ(ص) کے مقاصد میں سے ایک ہي

٣) ....جھوٹ کی وجوہات

٤) ....جھوٹ کیوں بولا جاتا ہے ؟

٥) ....جھوٹ کا علاج

۱)......سچ اور جھوٹ کیا ہیں؟

" سچ ،، ایک نہایت بہترین اور قابل تعریف صفت ہے کہ جس سے مومن کو آراستہ ہونا چاہئے_ راست گوئی انسان کے عظیم شخصیت ہونے کی علامت ہے_

جب کہ " جھوٹ بولنا،، اس کے پست، ذلیل اور حقیر ہونے کی نشانی ہے، جس سے ہر مومن کو پرہیز کرنا چاہئے_

احادیث میں " سچ ،، اور "جھوٹ ،، کو کسی انسان کے پہچاننے کا معیار قرار دیا گیا ہے_ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

" کسی انسان کے اچھّے یا برے ہونے کی پہچان اس کے رکوع اور سجود کو طول دینے سے نہیں ہوتی، اور نہ ہی تم اس کے رکوع اور سجود کے طولانی ہونے کو دیکھو، کیونکہ ممکن ہے ایسا کرنا اس کی عادت بن چکا ہو کہ جسکے چھوڑنے سے اسے وحشت ہوتی ہے، بلکہ تم اس کے سچ بولنے اور امانتوں

کے ادا کرنے کو دیکھو ،،[1] سچّے انسان کا ظاہر پر سکون اور باطن مطمئن ہوتا ہي، جب کہ جھوٹا آدمی ہمیشہ ظاہری طور پر پریشان اور باطنی طور پر اضطراب و تشویش میں مبتلا رہتا ہي_ حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" کوئي شخص بھی اپنے دل میں کوئي راز نہیں چھپاتا ، مگر یہ کہ وہ اس کی بے ربط باتوں اور چہرے کے رنگ سے ظاہر ہو جاتا ہے (جیسے چہرے کی زردی خوف کے علامت اور سرخی شرمندگی کی نشانی ہے) ،،[2]

ایک شخص بہت سامان لیکر چند ساتھیوں سے ساتھ سفر پر گیا ہوا تھا ، اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر کے اس کے مال پر قبضہ کر لیا ، جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے کہ وہ سفر کے دوران فوت ہو گیا ، انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا تھا کہ اگر کوئي ان سے اس کی موت کا سبب پوچھے تو سب یہی کہیں گے کہ وہ بیمار ہو گیا تھا اور اس بیماری میں وہ فوت ہو گیا _ ...

اس شخص کے ورثاء نے حضرت علی علیہ السلّام کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے تفتیش کے دوران سے دریافت فرمایا کہ تمہارے ساتھی کی موت کس دن اور کس وقت واقع ہوئي ؟ ، اسے کس نے غسل دیا ؟ ، کس نے پہنایا ؟ اور کس نے نماز جنازہ پڑھائي ؟ _ ہر ایک سے بطور جداگانہ سوالات کئے ، اور ہر ایک نے ایک دوسرے کے برعکس جواب دیا _

۱_ سفینۃ البحار_ ج ۲_ ص۱۸

۲_ نہج البلاغہ_ حکمت ۲۵

امام _ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور تفتیش کو مکمل کر لیا ، اس طرح سے اُن کے جھوٹ کا پردہ فاش ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ ساتھیوں ہی نے اسے قتل کیا تھا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا تھا (۱)

۲)... سچّائي انبیاء (ع) کے مقاصد میں سے ایک ہے :

لوگوں کو سچّائي اور امانت داری کے راستوں پر ہدایت کرنا، اور جھوٹ اور خیانت سے ان کو باز رکھنا تمام انبیاء (ع) الہی کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد رہا ہے _ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں :

"ان اللہ لم یبعث نبیا الا بصدق الحد یث وَاَدَائِ الأَمَانة،،(۲)" خداوند عالم نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر دو نیک اور پسندیدہ اخلاق کے ساتھ ، ایک تو سچ بولنا اور دوسرے امانتوں کی ادائیگی ہے _،،

حضرت علی علیہ السلاّم فرماتے ہیں :

"لایجدُ عبد حقیقة الایمان حتّی یدع الکذبَ جدَّہ وہزلہ"(۳)"کوئي بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا ، جب تک کہ وہ جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے ، چاہے وہ واقعاً جھوٹ ہو یا مذاق سے جھوٹ ہو _،،

۱_ قضاوتہای حضرت علی علیہ السلام

۲ _ سفینة البحار _ ج ۶ _ ص ۲۱۸

۳_ سفینة البحار _ ج ۲ _ ص ۴۷۳

۳) جھوٹ کے اثرات :

الف :... جھوٹ ، انسان کی شرافت اور اس کی شخصیت کے منافی ہے ،

یہ انسان کو ذلیل کردیتا ہے ، جناب امیرالمؤمنین علیہ السلاّم فرماتے ہیں :

" الکذبُ وَالخیانة لیسا من اخلاق الکرام _،،[۱]

ترجمہ :" جھوٹ اور خیانت شریف لوگوں کا شیوہ نہیں ہے _،،

::: ب :...... جھوٹ ، ایمان کو برباد کردیتا ہے _

حضرت امام محمد باقر علیہ السلاّم فرماتے ہے :

"انَّ الکذب ہوخراب الایمان ،،[۲] "جھوٹ ایمان کی تباہی کا موجب بنتا ہے _،،

ج :...... جھوٹ دوسرے گناہوں کا سبب بنتا ہے

_ جبکہ سچّائي بہت سے گناہوں میں رکاوٹ بنتی ہے _ جھوٹ بولنے والا کسی گناہ کے ارتکاب سے نہیں ہچکتا ، اور ہر قسم کی قید و بند کو توڑ ڈالتا ہے اور جھوٹ سے ان تمام گناہوں کا انکار کردیتا ہے _

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

" خداوند عالم نے تمام برائیوں کو ایک جگہ قرار دیا ہے اور اس کی چابی شراب ہے _ لیکن جھوٹ شراب سے بھی بدتر ہے _،،[۳]

۱_ شرح غرر الحکم _ ج ۷_ ص ۳۴۳

۲_ اصول کافی _ (مترجم)_ ج ۲ _ ص ۳۳۹

۳_ سفینة البحار _ ج ۲ _ ص ۴۷۳

د: ...... جھوٹ، کفر سے قریب ہے_

ایک شخص نے رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ جہنّمی کون سے جرم کی وجہ سے زیادہ جہنّم میں جائیں گے ؟، حضور(ص) نے ارشاد فرمایا:

"جھوٹ کی وجہ سے، کیونکہ جھوٹ انسان کو فسق و فجور اور ہتك حرمت کی طرف لے جاتا ہے، فسق و فجور کفر کی طرف اور کفر جہنّم کی طرف لے جاتا ہے_،،(۱)

ھ: ......جھوٹ بولنے والے پر کوئي اعتماد نہیں کرتا،

جھوٹ بولنے سے انسان کی شخصیّت کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے، اور دروغگوئي کی صفت اس کے بے آبرو ہو جانے کا سبب بن جاتی ہے_ جھوٹے چروا ہے کی داستان آپ نے کتابوں میں پڑھی ہوگی کہ جس نے دروغ گوئي سے شیر آیا، شیر آیا،،چلا چلا کر اپنا اعتماد کھو دیا تھا، چنانچہ ایک دن وہ ایك واقعی شیر کا شکار ہو گیا_

حضرت امیر المومنین علیہ السلاّم فرماتے ہیں:

"جو شخص جھوٹا مشہور ہو جائے لوگوں کا اعتماد اس سے اٹھ جاتا ہے_،،(۲)

"جو جس قدر زیادہ جھوٹا ہو گا، اسی قدر زیادہ ناقابل اعتماد ہو گا_،،(۳)

ي: ......"دروغ گورا حافظہ نباشد،، والی ضرب المثل صحیح ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ حقیقت کے خلاف بات کرتا ہي، متعدد نشستوں میں مختلف قسم کے جھوٹ بولتا ہي، جو ایك دوسرے کے برعکس ہوتے ہیں_

۱_ مستدرك الوسائل ج۲ ص ۱۰۱

۲_ شرح غرر الحکم_ج ۷_ ص ۲۴۵

۳_ اصول کافی (مترجم)_ج ۴_ ص ۳۸

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلاّم فرماتے ہیں :

"نسیان اور بھول چوک ایک ایسی چیز ہے کہ جو خدا جھوٹوں کے دامن میں ڈال دیتا ہے _،،[۱]

٤)......جھوٹ کی وجوہات :

ہر ایک گناہ اور برا کام ان اسباب وعلل کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے جو کہ انسان کے اندر ہی اندر پروان چڑھتے رہتے ہیں ، لہذا گناہوں کا مقابلہ کرکے ان اسباب و علل کا خاتمہ کردینا چاہیئے _ جھوٹ ایک ایسی بری عادت ہے کہ جس کے کئي اسباب بتائے گئے ہیں ، جنہیں ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں :

الف:...... احساس کمتري:

بعض لوگ چونکہ اپنے آپ میں اپنی اہمیت یا کوئي خاص ہنر نہیں پاتي، لہذا کچھ جھوٹی اور بے سروپا باتوں کو جوڑ کر لوگوں کے سامنے اپنی اس کمی کی تلافی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو معاشرہ کی ایک اعلی شخصیت ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں :

"جھوٹا شخص 'احساس کمتری کی وجہ سے ہی جھوٹ بولتا ہي"_

ب:...... سزا اور جرمانہ سے بچنے کیلئے :

کچھ لوگ سزا کے خوف سے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اس طرح وہ یا تو سرے ہی سے جرم کا انکار کردیتے ہیں یا پھر اپنے جرم کی توجیہہ میں غلط بیانی کرتے ہیں اور اپنے جرم کا اقرار کرنے پر قطعاً آمادہ نہیں ہوتے اور جرم کی سزا بھگتنے یا جرمانہ ادا

کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتي_

ج:...... منافقت اوردوغلی پاليسي_

منافق اوردوغلے لوگ خوشامد اورچاپلوسی کے پردے میں جھوٹ بول بول کرایسی حرکتوں کے مرتکب ہوجاتے ہیں جن کے ذریعے وہ معاشرے کے افرادکی توجہ اپنی طرف مبذول کرکے اپنے ناپاک عزائم کوپورا کرلیتے ہیں_

خداوندعالم نے سورہ بقرہ کے اوائل میں اس طریقہ کارکو منافقین کی صفت قراردیا ہے اورفرمایا ہي:

﴿ واذ القو الذين امنوا قالوا امنا واذا خلوا إلی شياطينهم قالو انا معكم انما نحن مستهزئون" ﴾[۱]

"جب منافقین' مومنین سے ملتے ہیں توکہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں' اورجب اپنے شیطان صفت لوگوں سے تنہائي میں ملاقات کرتے ہیں توکہتے ہیں کہ ہم توتمہارے ساتھ ہیں' ہم تو(مومنین کے ساتھ) ٹھٹھا مذاق کرتے ہیں"_

د:...... ايمان کا فقدان:

قران مجید اورروایات سے پتہ چلتا ہے کہ دروغگوئي کی ایک بنیادي وجہ ایمان کا کلی طورپر فقدان یا ایمان کی کمزوری ہي_ قرآن مجید میں ارشادہي:

﴿انما يفترى الكذب الذين لا يومنون بايات الله و اولئك هم الكاذبون" ﴾[۱]

۱_ سورہ بقرہ_ آیت ۱۴

۲_ سورہ نحل_ آیت ۱۰۵

"جھوٹ تو صرف وہی لوگ گھڑتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتي' اوریہی لوگ ہی جھوٹے ہیں"_

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

"کثرة الکذب تفسدالدين"[1]

ہ_ جھوٹ کا علاج:

اجمالی طور پر جھوٹ کے اسباب کو اوپر بیان کردیا گیا ہے _ اختصار کے ساتھ اس کا علاج بھی قلم بند کر رہے ہیں:

الف :...... احساس کمتری کو دور کیا جائي_

ب:...... شجاعت وجوانمردی کی صفت کو تقویت دی جائے تاکہ بے خوف وخطر اور بغیر جھوٹ کا سہارا لئے حقائق اور واقعات کو کسی کم وبیشی کے بغیر بیان کرسکي' اور اگر کبھی اس کے نتیجے میں جرمانہ یا سزا ہوئي تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کرلیا جائے _

ج:...... دوغلی پالیسی اور منافقت کا علاج کیاجائے جو کہ جھوٹ کی اصلی وجہ ہي_

د:...... اپنے اندر ایمان اور تقوی کے درجات کو بلند سے بلندتر کیاجائے 'کیونکہ ایمان اور تقوی کا درجہ جس قدر بلند تر ہوگا' جھوٹ اور بری عادتوں سے اسی قدر جان چھوٹ جائے گي_

۱_ شرح غرر الحکم_ج ۷_ ص ۳۴۴

ھ:......قرآن مجید کی ان آیات اور احادیث معصومین (ع) کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیاجائے اور ان میں خوب غور وخوض کیاجائے کہ جو جھوٹ کی مذمّت میں وارد ہوئي ہیں اور اسے ہلاکت اور بدبختی کا موجب قرار دیتی ہیں_

و:...... اس بات کو مدّنظر رکھاجائے کہ جھوٹے انسان کی قدرو قیمت معاشرے میں گرجاتی ہي، کوئي شخص اس کی باتوں پر عتماد نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا احترام کرتاہي_

ي:...... ایسی آیات اور روایات میں خوب غورفکر کیاجائے جو صدق و سچّائي کی مدح کرتی ہیں، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:
"غور کروکہ حضرت علي_ کوکن وجوہات کی بنا پر پیغمبر اکرم (ص) کے ہاںاس قدر قرب اور مقام ومنزلت حاصل ہوئي'تم بھی وہی کام کرو'یقینا علي_ سچّائي اور ایمانداری کی بناء پر آنحضرت (ص) سے اس قدر قریب ہوئے تھي"(1)

1_جامع السعادات_ج ۲_ ص ۳۳۴

چوتھا سبق:

ناروا گفتگو اور بدکلامي

۱)________ تمہید

۲)________امام صادق علیہ السلام کا بدزبان شخص سے قطع رابطہ

۳)________بدکلامی کا انجام

٤)________ معصوم پیشوائوں کے کردار

٥)________بدکلامی کا علاج

۱)...... تمہید:

زبان' انسانی جسم کا ایک چھوٹا سا جزو ہي_ اگر اس چھوٹے سے جزو کی تربیت نہ کی جائے تو یہ بڑے بڑے گناہوں کا موجب بنے گا_ علماء علم اخلاق نے زبان کے حوالے سے تقریباً بیس گناہ تحریر کئے ہیں_

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صلاَح الإنسان فی حَبس اللّسان"(۱)

"انسان کی بہتری اس کی زبان کی حفاظت میں ہے"_

زبان انسان کی شخصیت اور اس کے کمال کا آئینہ دار ہي، زیرک اور ذی شعور انسان لوگوں کو چند باتوں کے ذریعہ پہچان لیتے ہیں_ بقول شیخ سعدي:

۱_...میزان الحکمۃ، ج۸، ص ۴۹۹

تا مرد سخن نگفتہ باشد،

عیب وہنرش نہفتہ باشد،

جب تک انسان بات نہ کري' اس کے عیب اور ہنر چھپے رہتے ہیں"_

اچھی بات اور مفید گفتگو، متکلم کی پاک طینت اور باطنی پاکیزگی کی علامت ہوتی ہي_ ناشائستہ اور بیہودہ گفتگو متکلم کے آلودہ باطن کی نشانی ہي_ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

"سنَّة اللَّئام قُبح الکلام"_

"کمینہ اور پست فطرت لوگوں کا شیوہ بدکلامی ہوتا ہي"_

۲)...... امام صادق علیہ السلام کا بدزبان شخص سے قطع رابطہ :

ایک شخص اکثر اوقات حضرت امام جعفر صادق_ کی خدمت میں رہتا تھا یہاں تک کہ وہ حضرت (ع) کے ساتھ ہمیشہ رہنے کی بنا پر خاصی شہرت حاصل کرچکا تھا، چنانچہ ایک دن وہ آپ (ع) کے ساتھ جوتا فروشوں کی بازار سے گزر رہا تھا اور اس کا غلام بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا ، اس شخص نے پیچھے مڑکر غلام کو دیکھا تو وہ اسے نظر نہ آیا' چند قدم چل کر اس نے پھر اسے دیکھا پھر بھی نظر نہ آیا' تیسری مرتبہ اسے غلام کی اس حرکت پر غصہ آگیا کہ وہ اس قدر پیچھے کیوں رہ گیا ہي' غلام کو پیچھے رہنے کی جرات کیسے ہوئي، جب چوتھی مرتبہ اس نے مڑکردیکھا تو وہ نظر آگیا_ وہ شخص اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور غلام کو ماں کی گالی دے کر کہا کہ : ...تو کہاں تھا؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کی بدزبانی کو دیکھ کر اپنا ہاتھ زور سے

پیشانی پر مارا اورفرمایا:

"سبحان اللہ تم اپنے غلام کو گالی دے رہے ہو؟ اور اس کی ماں کو برائي سے یاد کر رہے ہو؟ میں تو سمجھتا تھا کہ تم متّقی انسان ہو' اب معلوم ہو اکہ تمہارے اندر تقوی نہیں ہي"_

وہ شخص اپنی اس بد زبانی کی توجیہہ کرتے ہوئے عرض کرنے لگا : "فرزند رسول (ص)' اس غلام کی ماں سندھی ہے اور آپ (ع) جانتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں"_ حضرت (ع) نے فرمایا کہ : اس کی ماں کافر تھي' سو تھی ہر قوم اور ملت کے اپنے قوانین اور اپنے مذہب کے طور طریقے ہوتے ہیں' جن کے تحت وہ ازدواجی امور انجام دیتے ہیں ، اس لحاظ سے ان کا یہ عمل زنا نہیں ہوتا اور ان کی اولاد "ولدالزّنا" نہیں کہلاتي" ، اس کے بعد فرمایا :

"اب تم مجھ سے دور ہوجائو"_

پھر اس شخص کو کسی نے آپ (ع) کے ساتھ کبھی نہ دیکھا[1]

۳)..... بدکلامی کا انجام:

اب ہم مختصر طور پر بد زبانی کے بُرے انجام کے بارے میں کچھ باتیں عرض کرتے ہیں:

الف:..... بدزبانی انسان کو خدا کے نزدیک بے قدر و قیمت بنادیتی ہے اور اس کے اور خدا کے درمیان جدائي ڈال دیتی ہي_

۱_ اصول کافی (مترجم)_ ج ۴، ص ۱۵_

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انَّ اللہ یَبغَضُ الفَاحش المتَفحش"[1]

"خداوند عالم گالی گلوچ بکنے والے کو دشمن رکھتا ہے"_

ب:..... بدزبان شخص کی دعا قبول نہیں ہوتي_

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص جو تین سال تک اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگا کرتا تھا کہ خدا اسے اولاد نرینہ سے نوازي' لیکن جب اس کی دعا قبول نہ ہوئي تو وہ بہت ہی افسردہ خاطر ہوا_ آخر کار اس نے خواب دیکھا کہ کوئي شخص اسے کہہ رہا ہے کہ تم تین سال سے خدا کو بُری اور آلودہ زبان سے پکار رہے ہو' اور پھر اس بات کی توقع رکھتے ہو کہ خدا تمہاری آرزوؤں کو پورا کرے؟ جاؤ پہلے زبان کو ان آلودگیوں سے پاک کرو پھر دعا مانگو تاکہ خدا کے نزدیک ہوجاؤ اور وہ تمہاری دعائوں کو قبول کري_

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اس شخص نے انسان کی راہنمائي پر عمل کیا اور دعا مانگی' لہذا خدا نے اسے فرزند عطا کیا"[2]

ج:..... بدزبان شخص پر جنت حرام ہي_ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

"خداوند عالم نے جنت کو ہر اُس بدزبان اور بیہودہ بکنے والے شخص پر حرام کردیا ہے جسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کیا بک رہا ہے اور

۱_ میزان الحکمۃ' ج ۸، ص ۱۵

۲_ اصول کافی (مترجم)_ ج ۴، ص ۱۶

لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں"[۱]

د: ..... بدزباني' نفاق کی علامت ہي۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"گالی گلوچ' بدزبانی اور بیہودہ گوئي نفاق کی ایک علامت ہي"[۲]

ھ: ..... بدزبان شخص کا شمار' بدترین لوگوں میں ہوتا ہي۔

رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

"خدا کی بدترین مخلوق میںسے ایک' بدزبان شخص بھی ہي' جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس کے ساتھ میل جول کو پسند نہیں کرتي"[۳]

و: ..... بدزبانی کی وجہ سے انسان کی زندگی سے برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہي۔

امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَن فَحشَ علی ا خیه المسلم نَزَعَ الله منه بَرَکَةَ رزقه و وَکَلَهُ الی نفسه وَ اَفسَدَ علیه مَعیشته'[۴]

"جو شخص اپنے مسلمان بھائي کو گالی دیتا ہي' خداوند متعال اس کے رزق وروزی سے برکت اٹھالیتاہي' اور اسے اس کے نفس کے سپرد کردیتا ہے اور اس کی زندگی کو تباہ کردیتا ہي"۔

۱۔ میزان الحکمة (مترجم)، ج ۴، ص ۱۶

۲۔ اصول کافی (مترجم)۔ ج ۴، ص ۱۷

۳۔ اصول کافی۔ ج ۴، ص ۱۷

۴۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۱۔ ص ۳۲۸

٤)..... معصوم پیشوائوں (ع) کے کردار:

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پیغمبر خدا (ص) اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے عظیم کردار اور رفتار کو اپنا اخلاقی نمونہ قرار دے_ محمد (ص) وآل محمد (ص) نے اپنی تمام عمر میںنہ صرف کبھی کسی کو ناسزا نہیں کہا' بلکہ اپنے بزرگوارانہ طرز عمل زندگی سے نازیبا اورنا مناسب گفتگو کرنے والوں کو شرمندہ کیا اور انہیں نیک راہ کی طرف ہدایت کي_ معصومین (ع) کے کردار کی ایک جھلک دکھانے کے لئے نمونے کے طور پر دو واقعات کو سپرد قلم کرتے ہیں_

الف:..... حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کسی یہودی کا رسول خدا (ص) پر قرض تھا، اس کی مقرَرمدت جب ختم ہوگئي تو اس نے آنحضرت (ص) کے گھر کا رخ کیا، مدینہ کی ایک گلی میں اس کی آنحضرت (ص) سے ملاقات ہوگئي تو اس نے قرض کا مطالبہ کیا_ حضور (ص) نے فرمایا:

"فی الحال میرے پاس رقم نہیں ہے جس سے تمہارا قرض ادا کیا جاسکي"_

یہودی نے کہا:

"جب تک آپ (ص) میرا قرضہ واپس نہیں کریں گے میں آپ (ص) کو نہیں چھوڑوں گا"_

حضور اکرم (ص) کسی قسم کی ناراضگی یا غصّے کا اظہار کئے بغیر اس کے ساتھ وہیں بیٹھ گئي_ نماز ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کو وہیں ادا کیا' حتی کہ دوسرے دن کی

صبح کی نماز بھی وہیں پر ادا کي_ اصحاب نے خواہش کی کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا جائے ' لیکن رسالت مآب (ص) نے فرمایا :

"خدا نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ میں کسی پر ظلم و ستم کروں خواہ کوئي یہودی ہو یا غیر یہودي"_

غرض ظہر کی نماز کا وقت قریب آگیا' لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ انجام کار کیا ہوگا 'اچانک یہودی اپنی جگہ سے اٹھا او رمؤدبانہ انداز میں حضور (ص) کے سامنے کھڑا ہوکر کہنے لگا :

"اشهدان لا اله الاّ الله واشهدان محمد رسول الله "_

پھر اس نے عرض کیا : "یارسول اللہ (ص) یہ جو مشکلات میں نے آپ (ص) کے سامنے کھڑی کی تھیں' یہ اس لئے نہیںتھیں کہ میں آپ (ص) سے اس ناچیز رقم کو واپس لے لوں' یا آپ (ص) کو کوئي دکھ اور تکلیف پہنچاؤں' بلکہ میں آپ (ص) کو آزمانا چاہتا تھا کہ آپ (ص) واقعی خدا کے رسول ہیں یا نہیں ؟ 'کیونکہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ پیغمبر خاتم الانبیاء (ص) نہ تو سخت مزاج ہوگا نہ ہی تند خو ، بدزبان اور بیہودہ کلام کرنے والا ہوگا_ بلکہ کبھی بھی کسی کو گالی نہیں دے گا"[۱] ب: ..... حضرت امام حسن_ ایک دن گھوڑے پر سوار ہوکر ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک شامی سے آپ (ع) کی ملاقات ہوئي' وہ شخص معاویہ کے غلط پروپیگنڈہ کی بناء پر دشمن اہل بیت (ع) بن چکا تھا، اس نے آپ (ص) کو دیکھتے ہی بُرا بھلا کہنا شروع کردیا، آپ (ص) خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں

۱_ بحارالانوار_ ج ۱۶_ ص ۲۱۶

سنتے رہے' جب وہ ختم کرچکا تو امام حسن علیہ السلام نے خندہ پیشانی کے ساتھ مسکرا کر فرمایا :_

"معلوم ہوتا ہے کہ تم مسافر ہو اور ہمارے دشمنوں کے دھوکے میں آکر ایسا کہہ رہے ہو_ اگر تمہیں اپنے گھر سے نکال دیا گیا ہے تو ہم تمہیں گھر دیتے ہیں' اگر بھوکے ہو تو ہم تمہیں کھانا کھلاتے ہیں اور اگر لباس کی ضرورت ہے تو لباس دیتے ہیں_ آئو ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو تاکہ وہاں پر تمہاری خاطر خواہ تواضع کی جائي"_

شامی آپ (ع) کی باتیں سن کر رونے لگا اور کہنے لگا :

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ع) ہی رسول خدا (ص) کے حقیقی جانشین اور خدا کی زمین میں خدا کے خلیفہ ہیں، اب تک آپ (ع) اور آپ(ع) کے والد ماجد علی ابن ابی طالب _ میرے نزدیک دنیا کے بدترین انسان تھي' لیکن اب خدا کی مخلوق میں سب سے محبوب ترین انسان ہیں"_

پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ آپ (ع) کے دولت کدہ پر حاضر ہوا اور ایک عرصے تک آپ (ع) کا مہمان رہا' اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کا سچّا اور حقیقی محب بن گیا [۱]

حُسن کلام اور خوش گفتاری انبیاء اور اولیاء الہی کا شیوہ ہے اور دین خدا کی تبلیغ اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینے کا ایک اہم سبب بھی ہي، اللہ تعالی نے اپنے دو انبیاء' موسی_ اورہارون_ کو فرعون کی طرف بھیجا تو انہیں تاکید کردی کہ اس کے

۱_ بحارالانوار_ ج ۴۳_ ص ۳۴۴

ساتھ نرمی سے بات کرنا' ہوسکتا ہے کہ وہ ہوش میں آجائے اور خدا کی عبادت کرنے لگي_ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہي:

"اذهَبَا إلی فرعون إنّه طَغی فقولاَ له قولاً ليناً لَّعلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَويَخشی "[1]

"تم دونوں (موسی (ع) اورہارون(ع)) فرعون کے پاس جائو' وہ بہت سرکش ہوگیا ہي، پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید (برغبت) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الہی سي) ڈرجائے_

٥)...... بدزبانی کا علاج:

اس سلسلے میں چند نکات بیان کرنا ضروری ہي:

الف:...... انبیاء اور ائمہ علیہم السلام انسانی روح کے طبیب ہوتے ہیں، چونکہ اخلاقی رذائل اوربری صفات انسانی روح اور جان کے لئے مرض ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے فرامین کو گوش دل سے سنیں اور اپنے روحانی درد اور امراض کا علاج کریں_

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بدزبان سے بچنے کے لئے تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" ايّاك وما يستهجن منَ الكلام فإنَّه يَحبس عليك اللئام و ينفرعنك الكرام"_[2]

١_ سورہ طہ_ آیت ٤٣ اور ٤٤

٢_ میزان الحکمة_ج ٨_ ص ٤٣٦ و شرح غرر الحکم ج ٢ ص ٣١٤

"بدزبانی اور بے حیائي کی باتوں سے اجتناب کرو' کیونکہ بدزبانی کی وجہ سے پست اور ذلیل لوگ تمہارے گرد جمع ہوجائیں گے 'شریف اور معزّز لوگ تم سے دور بھاگیں گي"_

یہ اس امام کا کلام ہے جس نے کبھی بھی کوئي نازیبا بات منہ سے نہیں نکالي، اس فرمان پر اگر غور کیا جائے تو بدزبانی کا انجام انسان کے ذہن میں مجسم ہوکر آجاتا ہے 'یعنی اگر انسان بدزبان بن جائے اور زبان پر کنٹرول نہ کرے تو اس کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ اچھے اور صالح لوگوں کا رابطہ اس سے منقطع ہوجائے گا او رلاابالی اور خدا سے بے خبر لوگوںکا اس سے تعلق استوار ہوجائے گا اور وہ اس کے ساتھی بن جائیں گي، اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ بدکار لوگوں کی ہم نشینی کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور انسان اس قسم کے لوگوں کی دوستی و ہم نشینی سے اس وقت پشیمان ہوتا ہے جب ندامت کوئي فائدہ نہیں دیتی _

قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں خبردار کر رہا ہے کہ جو بُرے لوگوں کے ساتھ اپنی نشست وبرخاست رکھتے ہیں 'کیونکہ ان کی دوستی نے انہیں اس طرح تباہ وبرباد کردیا ہے کہ آخر کار پشیمان ہو کر اپنی تباہی و بربادی کا ماتم کرتے ہیں_ ملاحظہ فرمایئے:

"ویوم یَعضُّ الظالم علی یدیه یقولُ یالیتنی اتَّخذتُ مع الرسول سبیلاً' ی ویلتی لیتنی لم اتخذُ فلاناً خلیلاً"[1] "او رجس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا اے کاش میں نے

۱_ سورہ فرقان_ آےت ۲۷اور ۲۸

پیغمبر (ص) (کے دین) کا راستہ اختیار کرلیا ہوتا ' اے کاش کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا"_

لہذا اگر ہم اس قسم کے انجام سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ نازیبا اور ناروا باتوں اور بد زبانی سے اپنے آپ کو بچائیں تاکہ اچھے لوگ ہمارے ساتھ دوستی کریں_

ب: ..... قرآن مجید نیک و شائستہ گفتگو کے بارے میں فرماتا ہي:

"إلَیه یَصعَدُ الکم الطّیب"(۱)

"پاک وپاکیزہ کلام ہی اسی (اللہ تعالی) کی طرف جاتا ہي"_

بنابریں اگر انسان نیک اور پاک کلام زبان پر جاری کرے تو خداوند عالم ایسی باتوں کو سنتا ہي' ورنہ ناپسندیدہ اور بیہودہ باتوں کو کوئي سننے کا روادار نہیں ہي_

اللہ تعالی ناشائستہ باتیں کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور کتنی بری بات ہے کہ مومن جس زبان سے اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے ' نماز پڑھتا ہے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہي' اسی زبان سے فحش' ناشائستہ' نازیبا اور ناروا الفاظ ادا کري_

ج: ..... سکوت اور خاموشی بھی زبان پر کنٹرول کرنے کا ایک ذریعہ ہي_ جہاں پر حق بات کے بیان کرنے کا موقع نہیں ہوتا وہاں زبان کو بند رکھنا کس قدر اچھا لگتا ہے کیونکہ زیادہ باتیں کرنا اور زبان کو بے لگام چھوڑدینا 'ناشائستہ گفتگو کرنے کا سبب بن جاتا ہي_

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایّاك وکثرةَ الکلام فإنّه یکثرُ الزلل ویورثُ الملل" (۲)

۱_ سورہ فاطر_ آیت ۱۰

۲_ میزان الحکمۃ_ ج ۸_ ص ۴۳۹

"زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اور سننے والے کے لئے نفرت کا موجب بن جاتی ہیں"_

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

" الکلام کالدّوائ قلیله ینفع وکثیره قاتل " [۱]

"گفتگو دواء کی مانند ہے جس کا کم شفا بخش اور کثرت موت ہي"_

۱_ میزان الحکمۃ_ ج۸_ ص۴۴۴

ساتواں سبق:

غیبت اور تہمت

۱).........غیبت اور تہمت کے معني

۲).........قرآن وحدیث میں غیبت کی مذمت

۳).........مومن کو غیبت سے بچنا چاہیئي

٤).........غیبت کے آلات (غیبت کا سرچشمہ)

٥).........غیبت کے اسباب

٦).........غیبت کا کفّارہ

۷).........قرآن و حدیث میں تہمت کی مذّمت

(۱)_ غیبت اور تہمت کے معني:

-----غیبت،، اور" تہمت ،،گناہ کبیرہ اور اخلاقی لحاظ سے جری عادتیںہیں ، اورمومن کو ان کے ارتکاب سے بچنا چاہیے _"غیبت ،،سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے بارے میں ایسی بات کرنا کے اگر وہ سُن لیں تو انہیں تکلیف پہنچي، اور"تہمت،، کا مطلب یہ ہے کہ دوسروںکی طرف کسی ایسے گناہ یا عیب کی نسبت دینا جو ان میں نہ پائے جاتے ہوں_

حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی شخص سے پوچھا کیا جانتے ہو کہ"غیبت "کیا ہوتی ہي؟اس نے جواب دیا:خدا اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں،تو حضور (ص) نے فرمایا :

"ذكرك اخاك بما يكره،،

"تم اپنے بھائي کا ذکر ایسی چیز کے ساتھ کرے جو اسے پسند نہ ہو"_

اس نے پوچھا :

"جو بات میرے مومن بھائي میںپائي جاتی ہي، اگر میں اس کا ذکر کروں تو کیا وہ بھی اپ(ص) کی نظر میں غیبت ہے ؟"فرمایا:

"وان کان فیه ما تقول فقد اغبته وان لم یکن فیه فقد بهته،، [1]

"جو اس میں ہیں اس کا ذکر غیبت 'اور جو اس میں نہیں ہے اسے بیان کرنا تہمت ہي_"

(۲)_قران اور حدیث میں غیبت کی مذمّت :

قران مجید نے غیبت کی سخت مذمّت کی ہي'اور اسے مردہ بھائي کے گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہي، اور اس سے سختی سے منع فرمایا ہے_ارشاد ہي:

"ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیه میتا فکر هتموه"[2]

"تم میں سے کوئي، کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئي اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائي کا گوشت کھائي؟ تم لوگ تو اس سے نفرت کرتے ہو"_

رسول خدا صّلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ:

"الغیبة اسرع فی دین الرجل المسلم من الاکلته فی جو فه"[3]

۱_جامع السعادات_ج ۲_ص ۳۰۳_ مطبوعہ: بیروت_

۲_سورہ حجرات_آیت ۱۲

۳_اصول کافی_ج ۲_ص ۳۵۷

"مسلمان کی دین (کی تباہي) کے لئے غیبت ، اس کے باطن میں پیدا ہونے والی بیماری سے زیادہ مہلك ہوتی ہي"_

امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

"لا تعود نفسك الغيبة فا ن معتادها عظيم الجرم" [۱]

"خود کو غیبت کا عادی نہ بنائو، کیونکہ غیبت کے عادی شخص کا جرم بہت سنگین ہي"_

خدا وند متعال کی عبادت و اطاعت جہاں بذات خود اچّھی اور نیک چیز ہے اور اپنے دامن میں اخرت کا ثواب لیے ہوئي ہي، وہاں دوسرے نیک کاموں کی انجام دہی کے لئے بھی راہ ہموار کرتی ہے ، اسی طرح معصیت جہاں بذات خود ایك جرم اور گناہ ہے اور اپنے ساتھ اخرت کا عذاب بھی رکھتی ہے ، وہاں بہت سے دوسرے نیک کاموں کی تباہی کا موجب بھی بن جاتی ہي_ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلاّم فرماتے ہیں:

'الغيبته تاكل الحسنات كما تاكل النار الحطب_"[۲] "غیبت نیك کاموں کو ایسے ہی کھا جاتی ہے جیسے اگ لکڑی کو"_

(۳) مومن کی غیبت سے بچنا چاہیي:

مومنین کے درمیان برادری کا رشتہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ایک مومن اپنے بھائي کی نہ صرف جان و مال اور عزّت وابرو کو نقصان نہ پہنچائي' بلکہ دوسرے لوگوں کی

۱_ شرح غرر الحکم_ ج ۶_ ص ۲۹۳

۲_ مصباح الشریعہ_ ص ۲۷۶

دست درازی کی صورت اس کا دفاع کرے ، اور اس سے اپنے حمایت کا اعلان کري_

اسی بنا پر کسی مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائي کی عزّت و ابرو کی پامالی کو دیکھتا رہے ، اگر کوئي نا سمجھ انسان اس کی غیبت کے لئے زبان کھولے تو اسے اس بات سے منع کرنا چاہیئي_ حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

"اگاہ رہو کہ جو شخص کسی محفل میں اپنے بھائي کی غیبت سني، اسے چاہیے کہ وہ اس پر احسان کرتے ہوئے غیبت کرنے والے کو اس بات سے روکے ، کیونکہ ایسا کرنے سے خداوند عالم اس کی پانچ ہزار برائیاں دونوں جہانوں میں اس سے دور کرے گا، لیکن اگر قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہ کرے تو غیبت کرنے والے کے گناہوں سے ستّر گناہ اور عذاب اس کے حصّے میں اتے ہیں_"١

(٤)_غیبت کے الات (غیبت کا سرچشمہ):

صرف زبان کی نوک ہی غیبت نہیں کرتی کہ جس سے سننے والے کو روحانی دکھ ہوتا ہو ، بلکہ ہر قسم کا اشارہ،کنایہ،سر اور ہاتھ پائوں کی وہ تمام حرکتیں بھی غیبت شمار ہوتی ہیجن سے کسی کی غیبت کا ارادہ کیا جائي_ حضرت عائشیہ کہتی ہي:

"ایک دن ایک عورت ہمارے گھر ائي_ جب وہ واپس جارہی تھی تو میںنے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ اس کا چھوٹا قد ہي"

١_وسائل الشیعہ_ج ٨_ ص ٦

رسول خدا (ص) نے فرمایا :

"تم نے اس کی غیبت کی ہي_"۱

(۵)_ غیبت کے اسباب:

غیبت ایک قسم کی روحانی بیماری ہي،جس میں غیبت کرنے والا مختلف اسباب و عوامل کی وجہ سے مبتلا ہو جاتا ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ایک روایت ییاس کے دس اسباب ذکر فرمائے ہیں،ملا حظہ کیجئي:

"واصل الغيبة متنوع بعشرة انواع،شفاء غيظ و مسا عدة قوم و تهمة و تصديق بلا خبر كشفه و سو ء ظن و حسد و سخرية و تعجب و تبرم وتزين"(۲)

غیبت کے سرزد ہونے کے مندرجہ ذیل دس اسباب ہیں:

۱)......غصّہ اور غیظ و غضب جو انسان کے اندر موجود ہوتا ہے، وہ غیبت کے ذریعہ اسے ٹھنڈا کرکے خود کو تسکین پہنچاتا ہي_

۲)......غیبت کرنے والوں کے گروہ کے ساتھ تعاون اور انکی مدد کرتا ہي_

۳)......کسی پر الزام لگانے کے لئے غیبت کا سہارا لیتا ہي_

٤)......کسی کی بات کی تحقیق اورچھان بین کئے بغیر تصدیق کرتا ہے اور اسے سچّا ثابت کرنے کے لئے غیبت کرتا ہي_

۵)......دوسروں پر بدگمانی، اسے غیبت پر اکساتی ہي_

۱_ جامع السعادات_ ج ۲_ ص ۳۰۳

۲_ مصباح الشریعۃ_ ص ۲۰۶

٦)......حسد، اسے غیبت پر بھڑکاتا ہي_

٧)......کسی کا مذاق اڑانے کے لئے اس کی غیبت کرتا_

٨)......اس کا تعجّب کرنا بھی غیبت ہي_

٩)......کسی سے تنگدل ہو جاتا ہي، تو اس کی غیبت کرتا ہي_

١٠)......اپنی بات کو بنا سنوار کر پیش کرنے کے لئے کسی کی غیبت کرتا ہي_

٦)غیبت کا کفارہ:

چونکہ غیبت خدا کے حرام کردہ امور میں سے ایک ہے، لہذا غیبت کرنا حُق اللہ غصب کرنے کے زمرہ میں اتی ہي، اور چونکہ کسی انسان کی ابرو کو برباد کرتی ہے لہذا حق النّاس پر تجاوز_ بھی شمار ہوتی ہي_پس غیبت کرنے والے کو چاہیئے کہ پہلے تو وہ خدا کی بارگاہ میںتوبہ کرے اور اور اپنے اس گناہ کی معافی مانگے ،تاکہ خداوند تعالی اس کے اس گناہ کو بخش دے اور اس کی توبہ کو قبول کرے ،پھر وہ اس انسان کے حق کا تدارک کرے جس جس کی اس نے غیبت کی ہي، اگر وہ زندہ ہے اور اس تک رسائي ممکن ہے ،اگر اس کے رنجیدہ خاطر یا غصّے ہونے کا موجب نہیں بنتا تو اس سے معافی مانگے ،بہرحال ہر طریقے سے اسے راضی کرنے کی کوشش کرے_ اور اگر وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہے یا زندہ ہي، لیکن اس تک رسائي مشکل ہے تو خدا سے اس کے لئے گناہوں کی بخشش کی دعا کرے ، اور اگر اس تک رسائي ممکن ہي، لیکن وہ غیبت سن کرنا راض یا رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہي، یا فتنہ کھڑا ہونے کا باعث ہوتا ہے تو بھی اس کے لئے استغفار اور گناہوں کی بخشش کی دعا کرے_ ایک

حدیث میں ہے کہ رسول صلّی اللہ علیہ و الہ وسّلم سے کسی نے سوال کیا:"غیبت کا کیا کفّارہ ہي"؟تو انحضرت (ص) نے فرمایا:

"تستغفر الله لمن اغتبته كلما ذكرته"(۱)

"یعنی جب بھی تم اس شخص کو یاد کرتے ہو جس کی غیبت کی ہے، تو اس کے لئے خدا سے استغفار کرو"_

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"فان اغتبت فبلغ المغتاب فاستحل منه وان لم تبلغه ولم تلحقه فاستغفر الله له"(۲)

" اگر تم نے کسی کی غیبت کی ہے اور وہ اس کے کان تک جا پہنچی ہے تو تم اس سے معافی مانگ کر بخشش طلب کر لیا کرو، اور اگر اس تک نہیں پہنچی ہو تو اس کے لئے خدا سے دعائے مغفرت کرو"_

قرآن و حدیث میں تہمت کی مذمّت :

جو برائیاں ہم نے غیبت کے لئے ذکر کی ہیں وہ سب تہمت کو بھی شامل ہیں، علاوہ بریں تہمت لگانے والا جانتا ہے کہ جو متہَّم کی طرف نسبت دے رہا ہے وہ جھوٹی اور حقیقت کے خلاف ہے_

قران مجید نے تہمت کو "اثم مبین"(کھلا گناہ)کے نام سے یاد کیا ہي،اور خبردار کیا ہے کہ تہمت لگانے والا اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ جو کام کر رہا ہے وہ نا جائز

۱_ اصول کافي_ ج۲ ص ۳۵۷

۲_ مصباح الشریعہ_ ص ۲۰۵

اور گناہ ہي، قرآن مجید کا ارشادہي:

﴿والذين يو ذون المو منين والمومنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملو ابهتانا وا ثما مبينا" ﴾[۱]

"جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ان کے ناکردہ گناہوں کی وجہ سے تکلیف پہنچاتے ہیں، وہ بھتان اور کھلم کھلاّ گناہ کے متحمل ہوتے ہیں_"

حضرت امام جعفر صادق_ نے تہمت کو دین و ایمان کے تباہ کرنے والے مادّہ کا نام دیا ہي، فرماتے ہیں:

"اذا اتهم المومن اخاه انماث الايمان من قبله كما ينماث الملح فى المائ"[۲]

"جب مومن اپنے کسی بھائي پر تہمت لگاتا ہے تو اس کے دل سے ایمان یوں نیست ونابود ہو جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں گُھل جاتا ہي_"

حضرت امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

"من بهت مو منا او مو منة او قال فيه ما ليس فيه ا قامه الله يوم القيامة على تل من نا ر حتى يخرج مما قال فيه"

[۳]

"جو شخص کسی مومن مردیا عورت پر تہمت لگاتا ہے یا اس کے بارے میں کوئي ایسی بات کرتا ہے جو اس میں نہیں ہي، تو خداوند عالم اسے بروز قیامت آگ کے ایک ٹیلے پر اس وقت تک کھڑ رکھے گا جب تک وہ اس

۱_ سورہ احزاب_ آیت ۵۸

۲_ اصول کافی_ ج۲ص ۳۶۱

۳_ بحارالانوار_ ج ۷۲_ ص ۱۹۴

کے عہدہ سے بر نہیں ائے گا (اپنی باتوں کا ثبوت پیش نہیں کریگا)۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ وہ اس کا ثبوت تو نہیں پیش کر سکے گا ، لہذا عذاب میں ہمیشہ بتلا رہے گا"

دعا ہے کہ خدا وند عالم ہمیں ان دونوں گنا ہوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

آمین۔

چھٹا سبق:

بھائي چارہ اور اتّحاد

۱)...... تمہید

۲)......اخوّت ،ایک خدائي نعمت

۳)......دینی بھائیوں کے حقوق

٤)......بہترین بھائي

٥)......اتحاد ایک قرانی حکم

٦)......فرقہ بندی کے خطرات

۷)......تفرقہ پردازی ایک سامراجی شیوہ

۸)......فرقہ بندي،خدا کا ایک عذاب

(۱)_ تمہید:

رسول خدا (ص) کے مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے فوراًبعد اور اسلامی حکومت کی تشکیل کے آغاز ہی میں خدا وند عالم نے مومنین کو آپس میں بھائي کے نام سے یاد فرمایا ، قرآن مجید کا ارشاد ہے :

"انما المئومنون اخوۃ فاصلحو ابین اخویکم ،، [۱]

"یقینا تمام مومنین آپس میں بھائي ہیں ، الہذا تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو _ ،،

رسول خدا (ص) نے بھی اسی آیت کی بنیادپر اپنے صحابہ کرام کے درمیان اخوّت و بھائي چارہ قائم کیا ، اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائي بنایا [۲]_ بھائي چارے کی یہ رسم محض لفظی کاروائي نہیں تھی ، بلکہ اس کے عملی انجام کو پیش نظر رکھا گیا

۱_ سورہ حجرات _ آیت ۱۰

۲_ سیرت ابن ہشام _ ج ۱_ ص ۵۰۵

تھا، اس طرح کے رشتے سے مومنین کا ایک دوسرے پر حق پیدا ہو گیا، وہ مشکلات میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے تھے، کسی مومن کی غیر حاضری کی صورت میں اس کا مومن بھائي اس کے گھریلو امور اور مال کی نگہداشت کرتا تھا، اس قسم کا رشتہ، کسی اور دین میں نہیں ملتا اور یہ خصوصیت صرف اور صرف اسلام کو ہی حاصل ہے_

اسی طرح مسلمانان عالم خدائي محبت کے رشتہ کے تحت ایک دوسرے سے منسلک ہیں، اور ان کے دل ایک دوسرے سے اس طرح نزدیک ہیں گویا کہ سب کا دل ایک ہی ہے اور صرف خدا ہی کی خوشنودی کے لئے دھڑکتا ہے_

مسلمانوں کے درمیان تفرقہ یا جدائي ایک بے معنی سی بات ہے، وہ سب ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر کے شریک ہیں_ بقول شاعر:

مومنان بی حدولی ایمان یکي --- جسمشان معدود ولیکن جان یکي

جان حیوانی ندارد اتحاد ----- تو مجو این اتحّاد از روح باد

جان گُرگان و سگان از ہم جداست --- متّحد جانہای شیران خداست

مومنین تو حدّ و حساب سے باہر ہیں، لیکن ان سب کا ایمان ایک ہے_ ان کے جسم زیادئہ لیکن جان ایک ہے_ جانوروں کی جانوں میں اتّحاد نہیں ہوتا، تمہیں یہ اتحاد ہوا کی روح میں تلاش نہیں کرنا چاہیئے بھیڑیوں اور کتّوں کی جانیں ایک

دوسرے سے علیحدہ ہیں، اللہ کے شیروں کی جانیں متّحد اور ایک ہیں_

(۲)_اخوّت، ایک خدائي نعمت:

دلوں کا ایک دوسرے سے جوڑ،دائمی اور اٹوٹ ہي_خدا کی یہ عظیم نعمت، اسلامی اخوت اور بھائي چارہ کے سایہ میں حاصل ہوتی ہي_اللہ تعالی مسلمانوں کو اس بات کی تاکید فرماتا ہے کہ میری اس نعمت کو ہمیشہ یادرکھیں،اس کی قدر جانیں اور اس کا شکر بجالائیں_ارشادفرماتا ہي:

"واذکروا نعمة اللہ علیکم اذکنتم اعداء فا لف بین قلو بکم فا صبحتم بنعمته ا خوا نا"[۱]

"خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی ہي،کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھي_پس خدا نے تمہارے دلوں کو الفت کے رشتے میں منسلك کردیا اور اس کی نعمت کی وجہ سے تم ایک دوسرے کے بھائي بن گئي"_

مومن کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ خدا کی بے انتہا نعمتوں کا شکر ادا کرے،اور ہر ایک نعمت کا شکر ایک مخصوص طریقہ سے ادا ہوتا ہي_اخوت اور بھائي چارہ کی نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوتا ہے کہ اسلامی احکام پر صحیح عمل کیا جائے اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کا احترام رکھا جائي،ان حقوق میں سے چند کی طرف ہم ذیل میں اشارہ کرتے ہیں:

۱_آل عمران آیت ۱۰۳

(۳)_دینی بھائیوں کے حقوق:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مومن کے حق کی ادائیگی کو ایک بہت بڑی عبادت سے تعبیر فرماتے ہیں،چنانچہ ارشادہي:

"ما عبد اللہ بشیئي افضل من اداء حق المومن"[۱] "مومن کے حق کی ادائیگی سے بہتر خدا کی کوئي اور عبادت نہیںہي"_

ایک اور روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی طرف سے مومن کے مندرجہ سات حق بتلائے گئے ہیں:

۱)......جو کچھ تم اپنے لئے پسند کرتے ہو،اپنے مومن بھائي کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو_اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے اس کے لئے بھی پسند نہ کرو_

۲)......جو بات اس کی نارضگی کا سبب ہي،اس سے پرہیز کرو،اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کی باتوں پر عمل کرو_

۳)......اپنی جان،مال،ہاتھ پائوں اور زبان کے ساتھ اس کی مدد کیا کرو_

٤)......اس کی انکھ کی مانند بنو اور اس کی راہ نمائي کرو_

٥)......ایسا نہ ہو کے تم تو سیراب رہو اور وہ بھوکا اورپیا سا رہ جائي،تم کپڑے پہنو اور وہ عریان رہي_

٦)......اگر تمہارے بھائي کی خدمت کرنے والا کوئي نہیں،تو کسی کو اس کے پاس بھیجو جو اس کے کپڑے دھوئي،اس کے لئے کھانا تیار کرے اور

۱_ اصول کافی (مترجم)_ج ۳_ص ۲۴۷

اس کی زندگی کو سنواري_

۷)......اس کی قسم کا اعتبار کرو، اس کی دعوت کو قبول کرو، اس کی بیماری میں عیادت کرو، اس کے جنازمیں شرکت کرو، اگر اسے کوئي ضرورت پیش ہوتو اسکے اظہار سے پہلے اسے پورا کرو اگر ایسا کردیا تو یقین کرو کہ تم نے اپنی دوستی کو مضبوط اور مستحکم کردیا ہي"[۱] مومن کے حقوق میں مندرجہ ذیل امور کو بھی شامل کیا جا سکتا ہي:

الف:...... نصیحت اور خیر خواہي_ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"یحب للمومن علی المومن ان ینا صحه "[۲]"مومن پر واجب ہے کہ وہ دوسرے مومن کے لئے خیر خواہ ہو_"

ب:......مہربانی اور احترام_ حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وا لہ وسلّم سے روایت ہے کہ:

"ما فی امتی عبد الطف اخاه فی الله بشي من لطف اخدمه الله من خدام الجنته"[۳]"میری امت میں کوئي ایسا بندہ نہیں ہے جو خدا کی رضا کی خاطر اپنے بھائي پر مہربانی کري، مگر یہ کہ خداوند عالم جنت کے خدمت کاروں میں سے کچھ خدمت گار اس کے لئے بھیج دیتا ہي_"

۱_ اصول کافي_ (مترجم)_ ج ۳_ ص ۲۴۶

۲_ اصول کافی (مترجم)_ ج ۳_ ص ۲۹۶

۳_ اصول کافي_ (مترجم)_ ج ۳_ ص ۲۹۴

ج:...... حاجت برآوري، حضرت امام محمد باقر _ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی فرمایا کہ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو "حسنہ "یعنی نیکی کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتے ہیں 'اور میں انہیں جنت کا حاکم بناؤں گا، موسی علیہ السلام نے عرض کیا:'خداوندا وہ حسنہ یعنی نیکی کیا ہے ؟"_ خداوند تعالی نے فرمایا:"کسی مومن کا اپنے بھائي کے لئے اس کی حاجت برآوری کے لئے چل پڑنا 'خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو "[1] د:...... خوش کرنا _ حضرت رسالتمآب (ص) فرماتے ہیں :

"ان اللہ احبَّ الاعمال الى اللہ عزوجل ادخال السُّرور على المومنين"[2] "یقینا خدا کے نزدیک بہترین عمل 'مومنین کو مسرور کرنا ہے"_

(٤)_ بہترین بھائي:

ہم یہاں امیرالمومنین علی علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں ایک بہترین بھائي کی چند صفات کو بیان کر رہے ہیں :

الف:......"خير اخوانك من دلك على هديً واكسبك تُقيً و صدَّك عن اتباع هويً"[3]

١_ اصول کافی (مترجم)_ج٣_ ص ٢٨١

٢_ اصول کافی (مترج)_ج٣_ ص ٢٨١

٣_ شرح غرر الحکم_ج٧_ ص٨

"تمہارا بہترین بھائي وہ ہے جو تمہیں ہدایت اور راہ راست کی راہنمائي کري' تمہاری پرہیزگاری میں اضافہ کرے اور تمہیں خواہشات نفسانی کی پیروی سے باز رکھي"_

ب:......"خير إخوانك مَن دعاك الى صدق المقال بصدق مقاله وندبك إلى افضل الا عمال بحسن اعماله"(۱)

"تمہارا بہترین بھائي وہ ہے جو اپنی سچی باتوں کے ذریعہ تمہیں سچ بولنے کی دعوت دي' اوراپنے اچھے کردار کے ذریعہ تمہیں نیک کاموں کی طرف پکاري"_

ج:......"خيرا الإخوان من كانت فى الله مَوَدته"(۲)

"بہترین بھائي (اور دوست) وہ ہے جس کی دوستی خدا کیلئے ہو"_

۵)_ اتحاد' ایک قرآنی حکم:

اتحاد و اتّفاق میں برادری کا راز مضمر ہي، جب اسلامی معاشرہ کے تمام افراد آپس میں برادری اور اخوت کا مظاہرہ کریں گے تو ان کے درمیان وسیع پیمانے پر اتحاد اور ہم آہنگی پیدا ہوگي_

عزّت و وقار اور سربلندي اور سرفرازی کا جامہ ایسے معاشرہ کے لئے زیبا ہے جس کے افراد کے دل اور افکار ایک ہوں' تفرقہ اور جدائي سے پرہیز کرتے ہوں' آپس میں مہربان ہوں اور سینوں سے کینوں اور کدورتوں کو اکھاڑ پھنکا ہو"_

۱_ شرح غررالحکم_ج ۷_ص ۸

۲_ شرح غررالحکم_ج ۷_ص ۹

اتحاد اور اتفاق ایسی چیز ہے جس کے بارے میں قرآن مجید نے بڑی تاکید کی ہي_ ارشاد خداوندی ہے :

﴿واعتصوا بحبل الله جميعاً وَّ لا تفرقوا" ﴾[۱]

"تم سب (ملکر) خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے تفرقہ وجدائي اختیار نہ کرو"_

پھر فرماتاہي:

﴿ولا تکونوا کالذين تفرّقوا واختلفوا من بعد ما جآئهم البينات ﴾"[۲]

"تم لوگ (مسلمان) ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جو اپنے پاس روشن آیات اور نشانیوں کے آجانے کے بعد تفرقہ اور اختلاف میں پڑگئے تھے"_

٦)_ فرقہ بندی کے خطرات :_

مسلمانوں کا ایک دوسرے کے خلاف فرقہ بندی اور باہمی اختلاف کے بہت سے نقصانات ہیں'جن میں سے چندیہاں بیان کئے جاتے ہیں :

الف :...... صراط مستقیم سے ہٹ جانا ; جب رشتہ وحدت ٹوٹ جاتا ہے تو انسان کو شرک کی طرف کھینچ کر لے جانے کے لئے شیطان کو آسانی ہوجاتی ہے اور انسانی تخلیق کا اصل مقصد جو کہ خدا کی عبادت اور اسکے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا ہے اس سے ہٹ کر وہ طاغوت کی

۱_ سورہ آل عمران_ آیت ۱۰۳

۲_ سورہ آل عمران_ آیت ۱۰۵

اطاعت کرنے لگتا ہي_ اس سلسلے ميںقرآن مجيد فرماتا ہي:

﴿وانَّ هذا صراطی مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السُّبُل فتفرق بكم عن سبيله ذلكم وصى كم به لعلَّكم تتقون " ﴾[1]

"اور يہ (دين) ميرا سيدھا راستہ ہے' لہذا تم اس کی پيروی کرو اور دوسری راہوں کی پيروی نہ کرو کہ (وہ راہيں) تم کو اس (اللہ) کی راہ سے متفرق اور جدا کرديں گي، اللہ تعالی نے تمہيں اس کا حکم ديا ہے (کہ اس کے خلاف چلنے سے اجتناب کرو) تاکہ شايد تم پرہيزگار بن جائو"_

ب: ...... عظمت ختم ہوجاتی ہي: عظمت و اقتدار کاراز' وحدت اور اتحاد ميں مضمر ہي'جب کہ اس کے برعکس ضعف و ناتواني' اختلاف و انتشار کا نتيجہ ہوتی ہي_چنانچہ قرآن مجيد مسلمانوں کو باہمی اختلاف سے باز رکھنے کے ساتھ ساتھ اسکے برے انجام سے بھی خبردار کر رہاہي، ارشاد ہي:

﴿واطيعوالله و رسوله ولا تناز عوا فتفشلوا وتذهب ريحكم" ﴾[2]

"خدا اور اس کے رسول (ص) کی اطاعت کرو' اور آپس ميں جھگڑا نہ کرو کہ اس طرح تم سست ہوجائو گے اور تمہاری عظمت کی روح تم سے رخصت ہوجائے گي"_

ج: ...... ذلّت; کوئي بھی قوم کہ جو وحدت کی حامل ہوتی ہي'وہ سری طاقتوں کی يلغار سے محفوظ رہتی ہے اور کسی کو اس کی طرف آنکھ اٹھاکرديکھنے کی جرات نہيں ہوتي، ليکن اگر اتحاد کا دامن چھوڑ دے تو

١_ سورہ انعام_ آيت ١٥٣

٢_ سورہ انفال_ آيت ۴۶

معاشرہ کی عزت و عظمت اور حشمت و شوکت خاک میں مل جاتی ہے' اور وہ اغیار کی یلغار اوریورش کا تختہ مشق بن جاتا ہے ، تاریخ ہمارے اس دعوے کی گواہ ہي۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے ایک خطبہ میں اس چیز کو اس طرح بیان فرماتے ہیں :

"اب ذرا اسماعیل کی اولاد' اسحاق کے فرزندوں اوریعقوب کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ (اقوام وملل کي) حالات کس قدر ملتے جلتے اور طور طریقے کتنے یکساں ہیں' ان کے منتشر اور پراگندہ ہوجانے کے بعد جو واقعات رونما ہوئے ہیں ان میں غور وخوض کرو کہ جب کسری (شاہان عجم) اور قیصر (سلاطین دوم) ان پر حکمران تھي، واقعات نے انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں' عراق کے دریائوں اور دنیا کی شادابیوں سے خاردار جھاڑیوں' ہوائوں کے بے روک گذرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیا اور آخر کار انہیںفقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑدیا۔ ' ان کے گھر بار دنیا سے بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھي، نہ ان کی کوئي آواز تھی جس کے پروبال کا سہارا لیں' نہ انس و محبت کی چھائوں تھی جس کے بل بوتے پر بھروسہ کریں، ان کے حالات پراگندہ' ہاتھ الگ الگ تھي' کثرت وجمعیت بٹی ہوئي تھي' جانگداز مصیبتوں اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھي' اور وہ یوں کہ لڑکیاں زندہ درگور تھیں' (گھر

گھر) مورتی کی پوجا ہوتی تھي، رشتے ناتے توڑے جا چکے تھي' اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری تھي"[1]

بقول مولانا روم:

گفت پیغمبر (ص) کہ اندر ساق عرش ---- مُنشی نور این چنین بنوشتہ نقش

ذلّت اولاد آدم بی خلاف ---- ز اختلاف است' اختلاف است اختلاف

حضرت پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا کہ عرش کے ستون پر نور کے کا تب نے یہ لکھ دیا ہے کہ بنی ادم کی ذلّت کے اس راز میںکسی کو اختلاف نہیں، ہے اور وہ اختلاف ہے اور صرف اختلاف ہي_

۷)_تفرقہ پردازی ایک سامراجی کا شیوہ:

شیر و شکر اور اتّحاد کی دولت سے مالامال معاشرے کو منتشر اور پر اگندہ کرنا ایسے سامراجی عناصر کا شیوہ ہے جس کے دل و دماغ میںعالمی سطح پر لوٹ مار کرنے کا سودہ سمایا ہوا ہي، اور اقوام عالم کو اپنا محکوم بنانے کی فکر میں ہي_ چونکہ کسی قوم پر فتح پانا اور اسے زیر کرنا پہلے ہی مرحلہ میں ممکن نہیں ہي، لہذا مرحلے وار اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کے درمیان فرقہ و اریت کا بیج بو دیتے ہیں، پھر اہستہ

۱_ نہج البلاغ_ خطبہ ۱۹۲ (خطبہ قاصعہ)_

اہستہ ان کے جان اور مال پر ڈاکے ڈالنا شروع کر دیتے ہیں' اور اس طرح ان پر مسّلط ہو جا تے ہیں۔ فر عون، ہما رے اس دعوے کی روشن دلیل ہي، جس کے بارے میں قران فر ماتا ہي:

﴿ان فرعون علا فی الارض و جعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذیح ابنا هم و یستحی نسا ئهم انه کان من المفسدين﴾ [۱] "بے شک فرعون نے زمین میں بہت سر اٹھایا تھا، اور اس نے وہاں کے رہنے والوں کو کوئي گرو ہوں میں با نٹ دیا تھا، اُن میں سے ایک گروہ بني اسرائیل کو عاجز اور کمزور کر لیا تھا اُن کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا، بے شک وہ مفسدین میں سے تھا۔"

اس حقیقت کے پیش نظر، مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ بیداری اور ہو شیاری کا ثبوت دیں اور اپنی تقدیر اور بھا گ دوڑ تفرقہ پر داز اور مفسدوں کے ہا تھوں میں نہ دیں۔

فرقہ بعدی، خدا کا ایک عذاب:

قرآن مجید، ایسے لوگوں کو مختلف قسم کے عذابوں سے ڈراتا ہے جو خدائي قوانین سے رو گردانی کرتے ہیں، ان مختلف عذابوں میں سے ایک "فرقہ بندی،، ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قل هوا القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ار جلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض انظر کیف

۱۔ سـ ــــــــــــوره قصـ ــــــــــــص۔ آیـ ــــــــــــت ٤

نصرف الای ت لعلهم یفقهون ﴾،،[1]

"اے رسول (ص)،، تم کہدو وہی (خدا) اس پر اچھی طرح قادر ہے کہ تم پر تمہارے سر کے اوپر سے کوئي عذاب نازل کرے یا تمہارے پائوں تلے سے، یا تمہیں مختلف فرقوں میں تقسیم کردے، اور تم میں سے بعض کو بعض کے عذاب کا مزہ چکھا دے_ ذرا دیکھو کہ ہم کس طرح اپنے دلائل کو مختلف پہلوئوں سے بیان کرتے ہیں تاکہ شاید وہ سمجھ جائیں_"

جی ہاں جس طرح ارضی اور سماوی مصیبتیں اور بلائیں گناہگار قوموں کو نیسّت ونابود کردیتی ہیں، اسی طرح فرقہ بندی بھی معاشروں کی سرداری اور سعادت و خوشبختی کو تہس نہیں کر دیتی ہے_

ہمیں امید ہے کہ مسلمانان عالم باہم اتّحاد اور اتّفاق کے ساتھ ایک امّت بن جائیں گے 'اور خداوند کریم ورحیم کے فضل وکرم سے اپنی عظمت رفتہ کو پالیں گے_ مثل مشہور ہے، "آری با اتّفاق "جھان رامی توان گرفت،، جی ہاں اتّفاق کی بدولت ،کائنات کو مسّخر کیا جا سکتا ہے_

۱_ سورہ انعام_ آیت ۶۵

ساتواں سبق:

والدین کے حقوق

۱)......... معصومین(ع) کے کلام کی روشنی میں

۲)......... اویس قرنی کا سبق آموز کردار

۳).........باپ کا احترام' امام زمانہ(ع) کا فرمان

٤).........والدین کے لئے اولاد کا فریضہ

٥).........مرنے کے بعد یاد رکھنا

٦).........والدین سے نیک سلوک کی جزائ

۷)......... خدا کا فرمان ، یا والدین کی خواہش کی تکمیل

جو حقوق انسان پر واجب ہیں ان میں سے ایک والدین کے ساتھ نیک سلوک روا رکھنا ہے' خواہ وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں' اچھے ہوں یا بُرے ، والدین کا احترام اور ان کی شرعی ضروریات کا پورا کرنا اس قدر اہمیّت کا حامل ہے کہ خدا نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر اس کر ذکر کیا ہے، حتی کہ بعض مقامات پر تو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے _ مثال کے طور پر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ فرمائیں :

(۱)...... ﴿ وقضى ربك الا تعبد وا الا اياه وبالوالدين احساناً ﴾ [۱]

" اور تیرے پروردگار نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو"_

۱_ سورہ بنی اسرائیل_ آیت ۲۳_ ۲٤

پھر ان کے ساتھ نیکی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(۲)...... ﴿اما یبلغن عندك الکبر احد ھما او کلا ھما فلا تقل لھما اُف ﴾:"

"اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہاری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو(ان کی خدمت گزاری سے تھک کر)انہیں اُف تک نہ کہو_"

(۳)...... ﴿ولا تنھر ھما ﴾"ترجمہ:"اور نہ انہیں جھڑکو_"

(٤)...... ﴿و قل لھما قولا کر یما' ﴾

"ان سے ادب اور مہربانی سے بات کرو"_

(٥)......" ﴿ وا خفض لھما جناح الذل من الر حمۃ " ﴾_

"اور ان کے سامنے خاکساری سے شانے جھکائے رکھو_"

(٦)...... ﴿ و قل رب ار حمھما کماربیانی صغیرا" ﴾_

"اور ان کے حق میں دعا کرو، اور کہو بارالہا ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح کہ انہوں بچپن میں میری تربیت اور پرورش کی ہے"_

اب جب کہ ہم والدین کے ساتھ نیک سلوک کی اہمیّت سے واقف ہو چکے ہیں تو بہتر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی ان دو نعمتوں کو اچھی طرح پہچانیں تاکہ ہم ان کی بہتر خدمت کے لئے اچھی طرح کمر بستہ ہو کر صحیح معنوں میں اپنے فریضے کو ادا کرسکیں، اس بارے میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ارشادات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں:

روایت:"تمہاری ماں کا تم پر یہ حق ہے کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے تمہیں ایسی جگہ رکھا اور تمہیں اپنے ساتھ اٹھائے پھرتی رہی جہاں پر

کوئي دو سر کسی کو نہیں اٹھتا، اس نے تمہیں اپنے دل کے مےوے سے اے سی چےز کھلائي ہے جو کسی کو کوئي نہیں کھلاتا، اس نے اپنے ہاتھ' پائوں، انکھ، کان، حتی کہ اپنے بدن کی جلد اور تمام اعضاء کے ساتھ بڑی خوشی اور خندہ پےشانی کے ساتھ تمہاری نگہداشت کي، اور اپنے حمل کے دوران تمام ناخوش گوار باتوں، دردو غم، رنج و الم اور سختےوں کو برداشت کے ا،یہاں تک کہ قدرت خدا نے تجھے اس سے جدا کر کے دنےا میں بھیج دیا_ اگاہ ہو جائو کے تمہارے باپ کا تم پر ےہ حق ہے کہ: وہ تمہاری اصل اور جڑ ہے، اور تم اس کی فرع اور شاخ ہو، اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے، تم اپنے اندر جو نعمتیں دیکھ رہے ہو وہ سب اس کے وجود کے برکت سے ہیں، لہذا خدا کا شکر کرتے ہوئے اپنے باپ کا شکرےہ بھی ادا کرو اور اس کی عزّت و تکرےم بھی کرو"[۱]

اس جملے میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے والدین کی اہمیّت اور ان کی قدر و قےمت کو بےان فرمایا ہے، اور ساتھ ہی ہمیںان کی قدر دانی اور ان کا شکرےہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے_

علاوہ ازیں ہمیں باور کرایا ہے کہ اگر ہم اپنی ساری زندگی ان کی خدمت کرتے رہیں پھر بھی ہم ان کی خدمات کے ہزارویں حصّے کا بدلہ بھی نہیں چکا سکتے_

۱_ تحف العقول_ ص ۱۸۹_ رسالۃ الحقوق_ امام سجاد علیہ السلام

(۱)_ معصومین (ع) کے کلام کی روشنی میں :

ہم ایک بار پھر معصومین علےھم السّلام کے ارشادات کو پےش کرتے ہیں تاکہ اس اہم فرےضے کی ادائےگی میں وہ ہمارے راہنما قرار پائیں_

الف :......ایک شخص حضرت ختمی مرتبت (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپ(ص) سے نصےحت کی درخواست کي،اپ(ص) نے فرماےا :

"والديك فا طعهما وبر هما حيين كانا او ميتين"[۱]"تم اپنے والدین کی اطاعت کرو اور ان کی ساتھ نیک سلوک کرو' خواہ وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں_،،

منصوربن جازم کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلاّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : کس عمل کی زیادہ قدر وقیمت ہے ؟

آپ نے فرمایا :

"الصلوة لوقتها وبرّ الوالدين والجها د فى سبيل الله"[۲]" اول وقت میں نماز کی ادائیگی، والدین کے ساتھ نیکی اور راہ خدا میں جہاد_"

ج:...... ایک شخص نے رسول خدا(ص) کی خدمت میں عرض کیا کہ یساپنے وطن اور علاقے اور والدین سے جدا ہو کر، آپ(ص) کی خدمت میں مسلمان ہونے

۱_ اصول کافی_ج ۲_ص ۱۵۸

۲_ اصــــــــــــــــول کـــــــــــــــافی ج۲ ص ۱۵۸

کی غرض سے حاضر ہوا ہوں ، اور جس وقت میں رخت سفر باندھ رہا تھا میرے والدین میری جدائي کے صدمہ سے رو رہے تھے _

رسول خدا (ص) نے فرمایا :

" تم واپس چلے جائو ، پہلے ماں باپ کو راضی کرو پھر ہمارے پاس آئو _ ،، یہ سنکر اس نے آپ (ص) کے فرمان پر عمل کیا "[۱]

د : ... رسول خدا(ص) فرماتے ہیں :

"رَضی الرب فی رضی الوالدین وسخط الرب فی سخط الوالدین"[۲] " رب کی رضا ، والدین کی رضامندی میں ہے اور خالق کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے _"

ھ : ... رسول خدا(ص) سے مروی ہے کہ حضرت موسی (ع) نے اللہ تعالی سے اپنے ایک شہید دوست کے انجام کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا کہ وہ جہنّم میں ہے ، انہوں نے عرض کیا کہ کیا تو نے شھداء سے جنّت کا وعدہ نہیں فرمایا ؟ ،ندا آئي : "کیوں نہیں ؟' لیکن وہ اپنے والدین کو ہمیشہ ستایا کرتا تھا ، اور میں والدین کی نافرمانی کرنے والوں سے کوئي بھی عمل قبول نہیں کرتا _ " ۱

و : ... حضرت امام محمد باقر علیہ السلّام فرماتے ہیں :

" انَّ العبد لیکون برابو الدیه فی حیا تهما ثم یموتان فلا یقضي عَنهماَ دیونهما وَلاَ یستغفر لهما فیکتبه الله عاقاً "[۳]

۱_ مستدرک الوسائل _ ج ۲ _ ص ۶۲۷

۲_ مستدرک الوسائل _ ج ۲ _ ص ۲۷

۳_ اصـــــــــــــــــــــــــــول کـــــــــــــــــــــــــــافی ج ۲ _ ص ۱۶۳

"بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئي بندہ، اپنے والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے، لیکن جب وہ مرجاتے ہیں تو وہ نہ ان کے قرضے ادا کرتا ہے اور نہ ہی خدا سے ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہے، تو ایسی صورت میں خدا اسے والدین کا نافرمان اور عاق لکھ دیتا ہے"۔

(۲)۔ اویس قرنی کا سبق آموز کردار:

حضرت اویس قرنی رسالتمآب (ص) کے ایک سچے عاشق اور حقیقی پیروکار تھے، جن کا کام ساربانی تھا، اور اس سے وہ اپنا اور اپنی والدہ کا خرچ چلاتے تھے، وہ اپنے اس عشق و محبّت کے باوجود آنحضرت صَلی اللہ علیہ وآلہ وسَلم کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہو پائے تھے۔

ایک دن انہوں نے اپنی والدہ سے حضور(ص) کی زیارت کی اجازت مانگی، تاکہ مدینہ پہنچ کر آنحضرت(ص) کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں، لیکن وہ اس شرط پر اجازت دینے پر راضی ہوئي کہ مدینہ میں آدھے دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے۔

حضرت اویس قرنی نے مدینہ کا سفر اختیار کیا اور بڑے شوق اور بے پناہ مشکلات کے ساتھ سفر طے کر کے حضور(ص) پاک کے در دولت پر حاضری دی، ان کا دل محبوب کے دیدار کے لئے تڑپ رہا تھا اور اشک شوق آنکھوں سے رواں تھے، لیکن انہیں بتایا گیا کہ سرکار دو عالم (ص) تو مدینہ میں تشریف فرما نہیں ہیں، اور کہیں سفر پر گئے ہیں، اپنی ماں سے کئے ہوئے وعدے کے پیش نظر صرف آدھے دن تک آنحضرت(ص) کا انتظار کیا، لیکن حضور(ص) تشریف نہیں لائے، لہذہ وہ ختمی مرتبت(ص) کی زیارت کا شرف

حاصل کئے بغیر مدینہ سے واپس چلے گئے _

جب حضور(ص) پاک مدینہ تشریف لے آئے اور اپنے گھر پہنچے تو آپ(ص) کو اویس قرنی کے آنے کی خبر دی گئي _ حضور(ص) نے فرمایا :

" اویس قرنی ہمارے گھر میں نور چھوڑ گئے ہیں" _

پھر فرمایا :

"يفوح روائح الجنة من قبل القرن واشو قاه اليك يا اويس القرن" [1]

" نسیم جنّت قرن کی طرف سے آرہی ہے ، اے اویس قرنی ہم تمہاری ملاقات کے کس قدر خواہشمند ہیں" _

(۳) _ باپ کا احترام ، امام زمانہ (ع) کا فرمان :

سید محمود موسوی نجفی المعروف سید محمود ہندی کا شمارا اپنے زمانہ کے زاہد لوگوں میں ہوتا تھا ، اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم مقدّس میں نماز پڑھایا کرتے تھے، انہوں نے ایک عالم کی زبان سے نقل کیا ہے کہ ان کا ایک دوست تھا جو حمّام میں کام کیا کرتا تھا، اس نے ذکر کیا ہے کہ میرے والد نہایت ہی بوڑھے ہو چکے تھے، میں ان کا بہت ہی احترام کیا کرتا تھا ، اور ان کا ہر کام پورا کیا کرتا تھا ، سوائے بدھ کی رات کے ، کیونکہ اس رات میں امام زمانہ (عج) کے شوق زیارت کے پیش نظر مسجد سہلہ جایا کرتا تھا _

۱_ منتہی الآمال _ ج ۱ _ ص ۲۳۹

چنانچہ جب چالیس بدھ کی راتیں مکمل ہوگئیں اور آخری رات کو میں بڑی آرزوئیں لے کر گیا تھا کہ یقینا آنجناب(ع) کی زیارت ہوگی ، اورجب میں واپس پلٹ رہا تھا تو راستے میں ایک نورانی صورت کے شخص کو دیکھا جو گھوڑے پر سوار تھا ، جب میرے نزدیک پہنچا تو میرے نام سے مجھے پکارا اورتین مرتبہ کہا :" تم اپنے باپ کا خاص خیال رکھا کرو اور اس کا احترام کیا کرو ، " یہ کہا اور میری نگاہوں سے غائب ہوگیا _ میں نے لمحہ بھر سوچا کہ یہ شخص کون تھا ؟ ، پھر فوراً خیال آیا کہ یہ تو وہی عظیم الشّان شخصیّت ہیں ، جن کے شوق دیدار کے لئے میں چالیس بدھ کی راتیں مسجد سہلہ جا چکا ہوں _

میں نے آنجناب(ع) کی سفارش کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور والد کی خدمت کے لئےیوں کمر بستہ ہوگیا جیسے کوئي نوکر ہوتا ہے [۱]

٤)_ والدین کیلئے اولاد کا فریضہ :

ہم یہاں والدین کے لئے اولاد کے شرعی فریضے کی طرف اشارہ کریں گے ،بہتر ہے کہ اولاد اپنے والدین کی ضروریات کو پورا کرے ، زندگی کی مشکلات میں ان کا ہاتھ بٹائے ، جب انہیں کوئي چیز دینا چاہے تو ان کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ نہ لے جائے ، ان کے آگے نہ چلے ، بیٹھتے وقت ان کا سہارا نہ لے _

منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلاّم نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ اپنے باپ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا ، امام نے اس کی اس گستانی کی وجہ سے مرتے دم تک اس سے بات نہیں کی [۲]

۱_ منتہی الآمال_ ج ۳_ ص ۳۲۴

۲_ اصول کافی_ ج ۲_ ص ۲۶۱

اولاد کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ تند مزاجی اور درشت لہجے کے ساتھ والدین کے ساتھ بات کرے یا ان کے سامنے تیوری چڑھا کر آئے کہ اس طرح سے وہ آزردہ ہوجائیں' اونچی آواز میں ان سے بات نہ کریں' ان سے ناراضگی کا اظہار یا ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے کہ کھانا کھانے میں ان سے پہل نہ کرے' کھانا کھالینے کے بعد خود ہی دسترخوان کو اکٹھا کرے' انہیں ان کے نام سے نہ پکارے بلکہ بڑے ادب اور احترام کے ساتھ آواز دے' تعظیم اور ادب کے ساتھ ان سے گفتگو کرے' ان کے حق میں دعائے خیر کرے' ان کے زحمتوں اور تکلیفوں کا شکریہ ادا کرے اور قدر کرے' اور کہے:

"بار الہا میں انہیں جزا دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو خود ہی ان پر رحمت نازل فرما"_

(۵)_ مرنے کے بعد یاد رکھنا:

والدین کی موت کے ساتھ اولاد کا فریضہ ختم نہیں ہوتا ہے_ وہ وفات پانے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجاتے ہیں اور عالم برزخ میں رہتے ہیں' اور اولاد کی نیکی ان کو مل جاتی ہے_ لہذا اولاد کا فرض ہے کہ والدین کے جو فرائض ان سے چھوٹ گئے ہیں وہ انہیں ادا کرے' ان کے قرض چکائے تاکہ انہیں مشکلات سے چھٹکارا ملے' اس بارے میں رسول خدا (ص) سے دریافت کیا تو آنحضرت (ص) نے فرمایا:

"مرنے کے بعد ان کے لئے نماز پڑھے' ان کے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگے ان کے کئے ہوئے وعدے پورا کرے' ان کے دوستوں کا احترام

کرے اور ان کے رشتہ داروں سے میل ملاقات رکھے"[1] آپ (ص) ہی کا ارشاد ہے:

"سید الابرار یوم القیامة رجل برَّ والدیه بعد موتهما"[2]

"بروز قیامت نیک لوگوں کا سردار وہ شخص ہوگا جو والدین کے مرنے کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے"_

(٦)_ والدین سے نیک سلوک کا انجام:

ہم یہاں اس الہی پسندیدہ فعل کے کچھ فوائد قلم بند کررہے ہیں:

الف:...... جنت میں پیغمبروں (ص) کے ساتھ ہم نشيني_

حضرت موسی علیہ السلام نے خداوند عالم سے درخواست کی کہ انہیں جنت میں ان کے ہم نشین کا تعارف کرایا جائے، خداوند عالم نے انہیں ایک قصاب کا پتہ بتایا، حضرت موسی علیہ السلام اس جوان کی دوکان پر پہنچ گئے اور غروب آفتاب کے وقت اس کے ہمراہ اس کے گھر گئے، اس نے کھانا تیار کیا پھر چھت سے لٹکی ہوئي ٹوکری کو نیچے اُتارا' اس میں ایک نہایت ہی بڈھی فرتوت عورت بیٹھی ہوئي تھي، اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا اور اسے بنایا سنوارا' پھر دسترخوان بچھا کر حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف ہوگیا_

حضرت موسی علیہ السلام نے اس سے بڑھیا کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا:" یہ

١_ مستدرک الوسائل_ ج ٢_ ص ٦٣٢

٢_ بحارالانوار_ ج ٧١_ ص ٨٦

بڑھیا میری والدہ ہے اورچونکہ میری مالی حالت کمزور ہے' لہذا اس کے لئے کوئي نوکر چاکر نہیں رکھ سکتا اور خود ہی اس کی خدمت پر کمر بستہ رہتا ہوں، حضرت موسی _ نے اس سے پوچھا کہ اس بڑھیا نے کیا باتیں کیں؟ اس نے کھا کہ میں جب بھی اسے کھانا کھلاتا اور اسے سنوارتا ہوں تو وہ مجھے یہی دعا دیتی ہے کہ خدا تمہاری مغفرت کرے اور قیامت کے دن تمہیں حضرت موسی علیہ السلام کا ہمنشین بنائے_

یہ سن کر حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا : تمہیں خوشخبری کہ اس کی دعا تمہارے بارے میں قبول ہوچکی ہے اور جبرئیل (ع) نے مجھے خبردی ہے کہ تم جنت میں میرے ہم نشین ہوگے [1]

ب: ...... عمرمیں اضافہ کا موجب_

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

"البرُّ و صدقة السّرّ ینفیان الفقر ویزید ان فی العمر و یدفعان عن سبعین میئة سوئ"[2] "نیکی کرنا (جن میں سے والدین کے ساتھ نیکی بھی شامل ہے) اورچھپا کر صدقہ دینا فقر کو دور کردیتے ہیں اور ستر قسم کی بری موت سے بچاتے ہیں اور اس کے برعکس والدین کے ساتھ بدسلوکی عمر کو کم کردیتی ہے"_

ج: ...... رسول خدا (ص) اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی رضا کا سبب ہے_

ایک دن رسول خدا (ص) کی رضاعي (دودھ شریک) بہن ان کے پاس آئیں

۱_پند تاریخ_ ج ۱_ ص ۷۰

۲_ بحارالانوار_ ج ۷۱_ ص ۸۱

تو حضور (ص) نے ان کے لئے اپني عبا بچھادي اور بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملاقات کي، اتفاق سے اسی دن آپ (ص) کا رضاعی بھائي بھی آگیا ، لیکن حضور (ص) نے بہن کی مانند اس سے سلوک نہیں کیا ، کسی نے آپ (ص) سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ (ص) نے فرمایا :

"چونکہ یہ لڑکی اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت محبت کرتی ہے" (۱)

عمادبن حیّان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا بیٹا اسماعیل مجھ سے بہت محبت کرتا ہے، تو حضرت (ع) نے فرمایا:

"میں اسے پہلے بھی دوست رکھتا تھا اب میری اس سے محبت بڑھ گئي ہے"(۲)

د:......حج کا ثواب_

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں :

"جو اولاد اپنے والدین کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہے تو ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب ہوتا ہے"_

پھر زوردے کر فرمایا :

"والدین کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے" (۳)

ھ:......موت کی آسانی_

۱_ اصول کافي_ ج ۲_ ص ۱۲۹

۲_ اصول کافي_ ج ۲_ ص ۱۲۹

۳_ بحارالانوار_ ج ۷۱_ ص ۸۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ خداوند عالم اس پر موت کی سختی آسان کردے' اسے چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے"[۱]

ذ: ...... اپنی اولاد کی نیکی کا سبب ہے_

مثل مشہور ہے کہ "جیسی کرنی ویسی بھرني" اور یہ ضرب المثل ہماری اس گفتگو پر بخوبی صادق آتی ہے ، اولاد زیادہ تر اپنے والدین سے سیکھتی ہے اگر وہ اپنے والدین کو ان کے ماں باپ کے ساتھ محبت اور اچھا سلوک کرتے دیکھتی ہے تو خود بھی اپنے والدین سے اچھا سلوک کرتی ہیں اور اگر انہیں برا سلوک کرتے دیکھتی ہیں تو وہ بھی ان سے برا سلوک کرتی ہیں_ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" برُّوا ابائکم یبرکم ابنائوکم"[۲]

"تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے گي"_

ي: ...... خدا کا حکم یا والدین کی خواہش ؟

اس کے باوجود کہ خداوند عالم نے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کی رضامندی حاصل کرنے کی بڑی تاکید ہے_ یہ بات بھی ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسلام کا یہ حکم اس حدتک قابل عمل ہے جب تک کہ والدین کی خواہشات خدا کے

۱_ بحارالانوار_ ج ۷۱_ ص ۸۱

۲_ بحارالـــانوار_ ج ۷۱_ ص ۲۱

حکم سے نہ ٹکرائیں_ لیکن جس موقع پر ان کی خواہشات اسلام کے واجب احکام سے متصادم ہوتی نظر آئیں تو پھر اسلام کے حکم کو فوقیت حاصل ہوگي، قرآن مجید اس بارے میں ہماری راہنمائي فرماتا ہے:

﴿ وان جاهداك على ان تُشرك بى ماليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدُّنيا معروفاً" ﴾[1]

"اور اگر وہ دونوں اس بات کی کوشش کریں کہ تم جس کے بارے میں علم اور دلیل نہیں رکھتے اسے میرا شریک قرار دو' تو ان کی بات نہ مانو' اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرو"_

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لاطاعة لمخلوق فى معصية الخالق"[2]" خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتي"_

۱_ سورہ لقمان_ آیت ۱۵

۲_ بحارالانوار_ ج ۷۱_ ص ۵

آٹھواں سبق:

تواضع یا انکساري

۱)_ تواضع کے بارے میں روایات

۲)_ تواضع کے آثار

۳)_ تواضع کن لوگوں کے سامنے ؟

٤)_ رسول اکرم (ص) کی تواضع

٥)_ حضرت عیسی علیہ السلام سے ایک سبق

٦)_ امام زین العابدین علیہ السلام کی انکساري

۷)_ تواضع اپنانے سے متعلّق چند نکات

"تواضع یا فروتنی" کے معنی ہیں" خود کو دوسرں سے چھوٹا ظاہر کرنا '،،جسے"کسر نفسی" اور" عاجزی" بھی کہتے ہیں_ تواضع یا انکساری ، انسانی روح کے صحیح سالم ہونے کی ایک علامت ہے، انسان دوسروں سے خواہ کتنا ہی بہتر اور برتر ہو ، لیکن پروردگار عالم کی عظمت کا ادراک اسے اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ خدا کے حضور سر جھکا دے اور بندگان خدا کے سامنے انکساری کا اظہار کرے_

(۱)_تواضع کے بارے میں روایات :

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں :

"ان من التواضع ان یجلس الرجل دون شرفه" (۱)

"یہ بات تواضع میں سے ہے کہ انسان ایسی جگہ پر بیٹھے جو اس کے مقام و

۱_ اصــــــــــــــــــول کــــــــــــــــــافی _ج۲ص۱۲۳_

منزلت سے کمتر ہو_ "آپ (ع) ہی کا ارشاد ہے کہ:

"من التواضع ان ترضى بالمجلس دون المجلس وان تسلم على من تلقى وان تترك المراء وان كنت محقاً وان لاتحب ان تحمد على التقوى "[۱]

"یہ بھی تواضع ہی میں سے ہی کہ تم ایسی جگہ پر بیٹھنے پر راضی ہو جائو جو تمہاری شان سے کمتر ہے، جس سے ملو اس پر سلام کرو، خواہ تم حق پر ہی ہو پھر بھی لڑائي جھگڑے والی بحث کو ترک کرو اور اس بات کو پسند نہ کرو کہ تمہارے تقوی کی تعریف کی جائے_ "

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلاّم فرماتے ہیں:

" عليك بالتواضع فانه من اعظم العبادة "[۲]

"تم پر تواضع کرنا واجب ہے، کیونکہ فروتنی بہت بڑی عبادت ہے_ "

ایک دن رسالتماب(ص) نے اصحاب سے فرمایا:

" میںتم میں عبادت کی مٹھاس کیوں نہیں دیکھ رہا ہوں_ انہوں نے عرض کیا:"حضور(ص) عبادت کی مٹھاس کیا ہوتی ہے؟"فرمایا: "تواضع_"[۳]

(۲)... تواضع کے آثار:

بہت سے اچھے اور نیک کام ایسے ہیں جن کے اخروی اور جنتّ کے علاوہ

۱_ اصول کافی_ ج۲ ص ۱۲۴

۲_ بحارالانوار_ ج ۷۲_ ص ۱۱۹

۳_ جامع السادات_ ج ۱ ص ۳۵۵

دنیوی برکتیں اور دوسرے فوائد بھی ہیں ، جیسا کہ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اخروی عذاب اور سزا کے علاوہ اس دنیا میں بھی مصیبت اور تباہی کا موجب ہوتے ہیں ، چنانچہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلاّم دعائے کمیل کے اوائل میں انہی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں :

اللهم اغفرلي الذنوب التى تغيرا لنعم ' ..."

" خداوندا میرے وہ گناہ معاف کردے جو تیری نعمتوں کو الٹ پلٹ کردیتے ہیں_"

اب ہم یہاں تواضع جیسی محبوب صفت کے فوائد اور آثار کو بیان کرتے ہیں ، اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالی ہمیں بھی تواضع کرنے والوں میں سے کچھ قرار دے_

الف :... تواضع_ انسان کی سربلندی کا سبب ہے ، چنانچہ رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں :

" ان التواضع لايزيد العبد الا رفعة فتو اضعو ار حمكم الله"[1] تواضع انسان کی سربلندی کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی ، لہذا تم تواضع کیا کرو ، خدا تم پر رحمت نازل کرے_"

حافظ شیرازی فرماتے ہیں :

در کوے عشق شوکت شاہی نمی خرند

اقرار بندگی کن و اظہار چاکری

یعنی عشق کے کوچہ و بازار میں شاہانہ ٹھاٹھ باٹ کا کوئي خریدار نہیں ہے ،

۱_ وسائل الشیعہ_ ج ۱۱_ ص ۲۱۵

لہذا (اگر عشق کا سودا کرنا ہے تو) بندگی ، غلامی اور نوکری چاکری کا اقرار و اظہار کرنا پڑے گا_"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلاّم سے روایت نقل کی گئي ہے کہ:

" ان فی السمآء ملکین موکلین بالعناد فمن تواضع الله رفعاه ومن تکبر فضعاهُ "[۱]"آسمان میں خدا کی طرف سے بندوں پر دو فرشتے مقرر ہیں' اگر کوئي شخص خدا کے لئے تواضع اور انکساری کرے تو وہ اسے بلند کردیتے ہیں اور اگر کوئي شخص تکبرّ کرے تو وہ اسے پست کردیتے ہیں_"

ب...... تواضع ترّقی کی زینہ ہے_ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلاّم فرماتے ہیں:

" التواضع سلم الشرف "[۲]

ج...... تواضع دوسرے کاموں کے منظّم ہونے کا سبب ہے، حضرت امیر (ع) ہی کا ارشاد ہے:

" بخفض الجناح تنتظم الا مورُ "۳

"تواضع کے سبب بہت سے امور منظم ہو جاتے ہیں_"

د...... تواضع دلوں میں محبتّ پیدا کرتی ہے، حضرت علی علیہ السلاّم فرماتے ہیں کہ:

۱_ وسائل الشیعہ_ ج ۱۱_ ص ۲۱۵

۲_ شرح غرر الحکم_ ج ۱_ ص ۲۶۳

۳_ شرح غرر الحکم_ ج ۳_ ص ۲۲۹

ثمرة التواضع المحبّة "

"تواضع کا پھل محبت ہے"

(۳)_ تواضع کن لوگوں کے سامنے؟

اسلامی نقطہ نظر سے، تواضع صرف دینی بزرگوں، علمی شخصیتوں اور خدا کی ذات پر ایمان رکھنے والے افراد ہی کے لئے ہونی چاہیئے، لیکن ذلیل لوگوں، مغروروں یا دولتمندوں کے سامنے ان کی قدرت، طاقت اور مال و دولت کی وجہ سے تواضع بہت ہی مذموم فعل ہے، اگر خدا کی خوشنودی اور رضا کے حصول سے ہٹ کر کسی اور مقصد کے لئے تواضع کی جائے تو وہ "ذلّت،، میں بدل جائے گی اور انسان کی حقارت اور اس کی انسانی عظمت کی پستی کا موجب بن جائے گی_

"من اتی غنیا یتواضع له لاجل دنیاه ذهب ثلثا دینه "[1]"جو کسی مالدار شخص کے پاس جاکر اس دولت و دنیا کی وجہ سے اس کے سامنے تواضع کرتا ہے تو اس کا دوتہائي دین ختم ہو جاتا ہے"_

(٤)_ رسول اکرم (ص) کی تواضع:

خداوند عالم کے برگزیدہ لوگوں میں سے رسول خدا محمّد مصلفی صّلی اللہ علیہ وآلہ وسّلم کی ذات و شخصیت اعلی درجہ کی حامل تھی، لیکن اس کے باوجود آپ(ع) کے اندر اعلی درجہ کی فروتنی اور انکساری پائي جاتی تھی_

آپ(ص) تواضع کی بنا پر اپنی بھیڑ بکریوں کو خود ہی چارہ دیتے تھے، اپنے مقّدس

١_ بحارالانوار_ ج ۷۵_ ص ۶۹

ہاتھوں سے ان کا دودھ دوہتے تھے ، اپنے پھٹے پرانے کپڑوں اور جوتوں کو خود ہی ٹانکے لگاتے تھے ، اپنے نوکروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے ، چکّی پیسنے میں اپنے خدمتگاروں کا ہاتھ بٹاتے تھے ، بازار سے سودا سلف خرید کر اپنے گھر خود لے جاتے تھے ، ہر امیر غریب اور چھوٹے بڑے شخص سے مصافحہ کرتے تھے ، سلام کرنے میں پہل کرتے تھے اور تمام مومنین کی دعوت کو قبول فرماتے تھے (۱)

(۵)_ حضرت عیسی علیہ السلام سے ایک سبق :

ایک دن حضرت عیسی _نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا : "تم سے میری ایک درخواست ہے" انہوں نے عرض کیا : "اے روح خدا حکم فرمائیں ، ہم آپ کی خدمت میں حاضرہیں" ، فرمایا : "آج میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پائوں دھلائوں"_

یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوے اور ان کے پائوں دھلا دئے_ انہوں نے عرض کیا : "اے روح خدا یہ کام تو ہمیں کرنا چاہئے ، آپ نے ایسا کیوں کیا ؟ ، فرمایا :

" لوگوں کی خدمت کرنے میں عالم اس بات کا زیادہ حقدار ہوتا ہے ، میں نے اس طرح سے تواضع کر کے تمہیں سبق دیا ہے کہ میرے بعد تمہیں لوگوں کے درمیان تواضع سے کام لینا ہے_ "

پھر فرمایا : "تواضع ہی کی وجہ سے حکمت اور دانائي کی عمارت استوار ہوتی ہے نہ کہ تکبّر کی وجہ سے 'زراعت ہموار زمین میں نشوونما پاتی ہے نہ کہ پہاڑوں پر_ " ۲

۱_ بحارالانوار ، ج ۷۰_ ص ۲۰۸

۲_ اصول کافی_ ج ۱_ ص ۴۵_ ترجمہ مصطفوی_

(٦) ... حضرت امام زین العابدین (ع) کی انکساری :

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد (امام زین العابدین علیہ السلاّم) ایسے لوگوں کے ساتھ سفر کرتے تھے جو انہیں نہیں پہچانتے تھے ، اور قافلہ والوں سے یہ عہد لیتے تھے کہ میں تمہاری ضروریات کو پورا کروں گا _

ایک سفر کے دوران آپ (ع) مسافروں کی خدمت میں سرگرم عمل تھے کہ ایک شخص نے آپ (ص) کو پہچان لیا ، اور قافلہ والوں سے کہا :

" تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں ؟ یہ تو علی ابن الحسین (علیہ السلام) (امام زین العابدین (علیہ السلام)) ہیں _ "

یہ سنکر سب لوگ آپ (ع) کے گرد جمع ہو گئے اور آپ (ع) کے ہاتھ پائوں کو بوسے دینے لگے، اورعرض کرنے لگے ... فرزند رسول (ص) آیا آپ (ع) چاہتے ہیں کہ ہم جہنّم میںچلے جائیں ؟ اگر ہم آپ (ع) کی شان میں گستاخی کرتے تو بدبخت ہو جاتے ، آخر آپ (ع) ایسا کیوں کر رہے ہیں ؟

امام (ع) نے جواب دیا : " ایک مرتبہ میں نے واقف کار لوگوں کے ساتھ سفر کیا ، انہوں نے رسول (ص) خدا کے احترام کی وجہ سے میرا بے حد احترام کیا ، مجھے اس بات کا خوف تھا کہ تم لوگ بھی میرے ساتھ وہی سلوک کرو ، اسی لئے ایک اجنبی کی صورت میں نے تمہارے ساتھ سفر کو اختیار کیا "[١]

١_ سفینة البحار_ ج ١_ ص ٣٨٢

(۷)...تواضع سے متعلّق چند نکات :

۱)...... ہم سلام کرنے میں دوسروں سے پہل کریں اور کسی سے سلام کی امید نہ رکھیں۔

۲)...... مجلس میں جہاں جگہ خالی ہو وہیں بیٹھ جائیں۔

۳)...... دوسرے لوگوں پر حکم نہ چلائیں یا انہیں کسی کام کا حکم نہ دیں۔

٤)...... اپنے ذاتی کاموں کو خود انجام دیں۔

٥)...... اپنے ماتحت لوگوں کو اپنا معاون سمجھیں۔

٦)......بحث و مباحثہ اور لڑائي جھگڑا سے دور رہیں۔

۷)...... خدا ہی کے لئے کام کریں اور لوگوں سے داد و تحسین وصول کرنے کی امید نہ رکھیں۔

۸)...... خود کو قیمتی اور فاخرہ لباس پہننے کا پابند نہ بنائیں۔

۹)...... سفر کے دوران اپنے ہمسفر لوگوں کی خدمت کریں

۱۰)...... حق اور حق کے قانون کی اطاعت کریں۔

۱۱)...... بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ کریں اور اس سے سبق حاصل کریں۔

فہرست

پیش لفظ: ... ٥
پہلا سبق: ... ٧
اخلاق حسنہ ... ٧
١)_"حسن خلق"کا معني: ... ٧
اسلام میں اخلاق حسنہ کا مقام: ... ٨
٢)_معصومین (ع) کے ارشادات: ... ٩
٣)_اخلاق معصومین (ع) کے چند نمونے: ... ١٠
٤)_حسن خلق کے ثمرات و فوائد: ... ١٢
الف: ... دُنیوی فوائد: ... ١٢
ب: ... اُخروی فوائد: ... ١٤
٥)_بد خلقي: ... ١٥
٦_بداخلاقی کا انجام: ... ١٦
دوسرا سبق: ... ١٨
نظم و ضبط ... ١٨
١_اسلام میں نظم وضبط کی اہمیت: ... ١٩
٢_نجی اور فردی زندگی میں نظم وضبط کی اہمیت: ... ٢٠
الف: ___صفائي: ... ٢٠
ب: ___ سنوارنا: ... ٢١
٣_ معاشرتی زندگی میں اس کی اہمیت: ... ٢٣

٤_عہدوپیمان میں اس کی اہمیت:.. ۲۵

٥_عبادت میں اس کی اہمیت:.. ۲۷

٦_ اخراجات یںاس کی اہمیّت:.. ۲۸

٧_محاذجنگ اور عسکری امور میں نظم وضبط کی اہمیّت :.. ۲۹

تیسرا سبق:.. ۳۳

سچ اور جھوٹ.. ۳۳

١)........ سچ اور جھوٹ کیا ہیں ؟.. ۳٤

٢)... سچّائي انبیاء (ع) کے مقاصد میں سے ایک ہے:.. ۳٦

٣) جھوٹ کے اثرات :.. ۳۷

الف:... جھوٹ ، انسان کی شرافت اور اس کی شخصیت کے منافی ہے ،.. ۳۷

::: ب:...... جھوٹ ، ایمان کو برباد کردیتا ہے_.. ۳۷

ج:...... جھوٹ دوسرے گناہوں کا سبب بنتا ہے.. ۳۷

د:...... جھوٹ ، کفرسے قریب ہے_.. ۳۸

ھ:...... جھوٹ بولنے والے پرکوئي اعتماد نہیں کرتا ،.. ۳۸

٤)...... جھوٹ کی وجوہات :.. ۳۹

الف:...... احساس کمتري:.. ۳۹

ب:...... سزا اورجرمانہ سے بچنے کیلئے :.. ۳۹

ج:...... منافقت اوردوغلی پالیسي_.. ٤۰

د:...... ایمان کا فقدان:.. ٤۰

٥_جھوٹ کا علاج:.. ٤۱

چوتھا سبق: ٤٣
ناروا گفتگو اور بدکلامي ٤٣
١)...... تمہيد: ٤٤
٢)...... امام صادق عليه السلام کا بدزبان شخص سے قطع رابطه : ٤٥
٣)...... بدکلامی کا انجام: ٤٦
ب: ...... بدزبان شخص کی دعا قبول نہيں ہوتي_ ٤٧
ج: ...... بدزبان شخص پر جنت حرام ہي_ رسول خدا (ص) فرماتے ہيں : ٤٧
د: ...... بدزباني' نفاق کی علامت ہي_ ٤٨
ھ: ...... بدزبان شخص کا شمار' بدترين لوگوں ميں ہوتا ہي_ ٤٨
و: ...... بدزبانی کی وجہ سے انسان کی زندگی سے برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہي_ ٤٨
٤)...... معصوم پيشوائوں (ع) کے کردار: ٤٩
٥)...... بدزبانی کا علاج: ٥٢
ساتواں سبق : ٥٦
غيبت اور تہمت ٥٦
(١)_ غيبت اور تہمت کے معني: ٥٧
(٢)_ قران اور حديث ميں غيبت کی مذمّت : ٥٨
(٣) مومن کی غيبت سے بچنا چاہيي: ٥٩
(٤)_ غيبت کے الات (غيبت کا سرچشمہ): ٦٠
(٥)_ غيبت کے اسباب: ٦١
٦) غيبت کا کفارہ : ٦٢

قرآن و حدیث میں تہمت کی مذمّت : ٦٣
چھٹا سبق: ٦٦
بھائي چارہ اور اتّحاد ٦٦
(١)_ تمہید: ٦٧
(٢)_ اخّوت ، ایک خدائي نعمت : ٦٩
(٣)_ دینی بھائیوں کے حقوق: ٧٠
(٤)_ بہترین بھائي: ٧٢
٥)_ اتحاد' ایک قرآنی حکم: ٧٣
٦)_ فرقہ بندی کے خطرات :_ ٧٤
٧)_تفرقہ پردازی ایک سامراجی کا شیوہ: ٧٧
فرقہ بعدی ، خدا کا ایک عذاب : ٧٨
ساتواں سبق : ٨٠
والدین کے حقوق ٨٠
(١)_ معصومین (ع) کے کلام کی روشنی میں : ٨٤
(٢)_ اویس قرنی کا سبق آموز کردار : ٨٦
(٣)_ باپ کا احترام ، امام زمانہ (ع) کا فرمان : ٨٧
٤)_ والدین کیلئے اولاد کا فریضہ : ٨٨
(٥)_ مرنے کے بعد یاد رکھنا : ٨٩
(٦)_ والدین سے نیک سلوک کا انجام: ٩٠
الف: ...... جنت میں پیغمبروں (ص) کے ساتھ ہم نشیني_ ٩٠

ب: ...... عمرمیں اضافه کا موجب_ ۹۱
ج: ...... رسول خدا (ص) اور ائمه طاہرین علیہم السلام کی رضا کا سبب ہے_ ۹۱
د: ......حج کا ثواب_ ۹۲
ھ: ...... موت کی آسانی_ ۹۲
ذ: ...... اپنی اولاد کی نیکی کا سبب ہے_ ۹۳
ي: ...... خدا کا حکم یا والدین کی خواہش ؟ ۹۳
آٹھواں سبق: ۹۵
تواضع یا انکساري ۹۵
(۱)_تواضع کے بارے میں روایات : ۹۶
(۲)... تواضع کے آثار : ۹۷
(۳)_ تواضع کن لوگوں کے سامنے ؟ ۱۰۰
(٤)_ رسول اکرم (ص) کی تواضع : ۱۰۰
(٥)_ حضرت عیسی علیہ السلام سے ایک سبق : ۱۰۱
(٦)... حضرت امام زین العابدین (ع) کی انکساری : ۱۰۲
(۷)... تواضع سے متعلّق چند نکات : ۱۰۳